بچوں کی

قصص الانبیاء علیہم السلام

حصہ دوم

امۃ اللہ تسنیمؒ

ہمشیرہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

مجلسِ نشریاتِ اسلام

۱۔ کے۔ ۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱ کراچی

جملہ حقوق طباعت و اشاعت پاکستان میں
بحق فضل ربی ندوی محفوظ ہیں

قصص الانبیاء علیہم السلام (حصہ دوم)

تالیف ــــــ امۃ اللہ تسنیم

ضخامت ــــــ ۱۴۴ صفحات

تعداد ــــــ ایک ہزار

کمپوزنگ ــــــ تھانوی گرافکس، کراچی۔

موبائل: ۲۶۶۱۴۶۶۔۲۶۶۱۴۶۶۔۰۳۴۵

مطبوعہ ــــــ احمد برادرز، ناظم آباد، کراچی

اسٹاکسٹ:

مکتبہ ندوہ

قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی۔ فون: ۲۶۳۸۹۱۷

ناشر

فضل ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام

۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی ۷۴۶۰۰

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام

☆ حضرت لوط علیہ السلام

☆ حضرت یوسف علیہ السلام

فہرست مضامین

شمار	عنوان	صفحہ
	حضرت ابراہیم علیہ السلام	
۱	بُت فروش	۹
۲	بُت شکن	۱۰
۳	ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت	۱۲
۴	میلہ کا دن	۱۴
۵	یہ کس نے کیا ؟	۱۵
۶	ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کی تجویز	۱۸
۷	میرا رب کون ہے ؟	۲۰
۸	میرا رب اللہ ہے !	۲۳
۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام تبلیغ کرتے ہیں	۲۴
۱۰	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا	۲۸
۱۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں	۲۹
۱۲	باپ بیٹے کی گفتگو	۳۳

شمار	عنوان	صفحہ
۱۳	حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ معظّمہ جاتے ہیں	۳۵
۱۴	زمزم کا کنواں	۳۷
۱۵	قربانی	۳۸
۱۶	اللہ کا گھر	۴۱
۱۷	اللہ کا حکم	۴۵
۱۸	عجیب سوال	۴۶
۱۹	بشارت	۴۷
۲۰	بیت المقدس	۵۰
۲۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی	۵۲
	حضرت لوط علیہ السلام	
۲۲	حضرت لوط علیہ السلام	۵۴
۲۳	حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت	۵۵
۲۴	قوم کا جواب	۵۷
۲۵	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی	۵۹
۲۶	حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان	۶۰

شمار	عنوان	صفحہ
۲۷	عذاب	۶۷
	حضرت یوسف علیہ السلام	
۲۸	حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان	۷۰
۲۹	حاسد بھائی	۷۱
۳۰	عجیب خواب	۷۲
۳۱	حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کی تجویز	۷۴
۳۲	باپ بیٹوں کی گفتگو	۷۶
۳۳	حضرت یوسف علیہ السلام جنگل میں	۷۹
۳۴	جھوٹے جھوٹے بہانے	۸۲
۳۵	کنویں میں	۸۴
۳۶	مصر کے بازار میں	۸۵
۳۷	حضرت یوسف علیہ السلام کی وفاداری	۸۷
۳۸	قید خانہ میں	۹۲
۳۹	قید خانہ میں تبلیغ	۹۴
۴۰	حضرت یوسف علیہ السلام کی دانائی	۹۸

شمار	عنوان	صفحہ
۴۱	توحید کی تبلیغ	۹۹
۴۲	خواب کی تعبیر	۱۰۳
۴۳	بادشاہ کا خواب	۱۰۴
۴۴	حضرت یوسف علیہ السلام کی فرمائش	۱۰۸
۴۵	مصر کی حکومت	۱۱۰
۴۶	قحط	۱۱۳
۴۷	سوال و جواب	۱۱۶
۴۸	دوسری آزمائش	۱۲۰
۴۹	ناامیدی	۱۲۸
۵۰	مدت کا چھپا ہوا راز	۱۳۳
۵۱	بشارت	۱۳۷
۵۲	حضرت یعقوب علیہ السلام کی روانگی	۱۳۸
۵۳	حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات	۱۴۱
۵۴	انجام بخیر	۱۴۲
۵۵	دعا	۱۴۳

دعوتِ اسلام کا دوسرا دور

حضرت ابراہیم

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بُت فروش

بچو ! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ کسی زمانہ میں ایک آدمی تھا ، اس کا نام آزر تھا۔

یہ آزر اپنے ہاتھوں سے بُت بناتا تھا اور اس کو بیچتا تھا اور خود ہی اس کی پرستش بھی کرتا تھا۔

ایک بہت بڑا گھر بُتوں کے لئے مخصوص کرلیا تھا، اس میں بہت سی مورتیاں رکھ چھوڑی تھیں ، آزر اور تمام لوگ عبادت کی غرض سے اسی بت خانے میں

آتے تھے اور ان بُتوں کے سامنے اپنا سر جھکاتے تھے، ان ہی سے اپنی مرادیں مانگتے تھے۔

بُت شکن

آزر کے ایک لڑکا تھا ، جو بہت ہونہار تھا ، ان کا نام ابراہیم علیہ السلام تھا۔

ابراہیم علیہ السلام لوگوں کو اور خود اپنے باپ کو بُتوں کے آگے سر جھکاتے اور پوجا پاٹ کرتے دیکھتے تھے تو بہت افسوس کرتے تھے ، اپنے دل میں کہتے تھے کہ یہ بُت تو پتھر کے ہیں جن کو خود انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے ، اور اب اس کی پوجا کرتے ہیں ، ان کو خدا بنالیا ہے۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنے ہاتھوں سے مورتیاں بنائیں ، پھر خود ہی ان کی پرستش کریں۔

اور مزا یہ کہ بُت نہ بول سکتے ہیں نہ سُن سکتے

ہیں اور نہ ان میں نفع نقصان پہنچانے کی طاقت ہے ، مکھیاں اڑانے تک کی تو ان میں طاقت نہیں ، ہم روز دیکھتے ہیں کہ جب ان پر مکھیاں بیٹھ جاتی ہیں تو یہ اڑا نہیں سکتے ، چوہا ان کے سامنے سے کھانا اٹھا لے جاتا ہے تو یہ روک نہیں سکتے ، جب یہ خود اپنی تکلیف دور نہیں کرسکتے تو یہ کیا کسی کو آرام پہنچائیں گے یا کسی کی تکلیف دور کرسکیں گے ؟ پھر کس لئے لوگ ان بُتوں کی پوجا کرتے ہیں اور کیوں ان کے آگے سر جھکاتے ہیں۔

بار بار ابراہیم علیہ السلام کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ لوگ ان پتھروں کی مورتیوں سے کیوں مانگتے ہیں ، جن میں حس و حرکت بھی نہیں ، ان سے اپنی خواہشوں کا اظہار کیوں کرتے ہیں۔

یہ ان کو کیا دے دیں گے ، کون سا آرام پہنچادیں گے یا کون سی تکلیف دور کر دیں گے۔

ابراہیم علیہ السلام کی نصیحت

ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے کہتے تھے کہ اے ابا جان ! آپ ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں ، کس لئے ان کے آگے سر جھکاتے ہیں ، ان بتوں سے آپ کیوں سوال کرتے ہیں ؟

ابا جان ! بڑی حیرت کی بات ہے، کہ یہ بُت نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں نہ نفع پہنچاتے ہیں نہ نقصان۔ آپ کس لئے ان کے آگے کھانا رکھتے ہیں اور کیوں پانی رکھتے ہیں ؟

ابا جان ! بڑے تعجب کی بات ہے۔ یہ بُت نہ تو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں ، پھر آپ کس لئے ان کی خاطر کرتے ہیں ؟

آزر ان باتوں کو سن کر غصے سے بیتاب ہوجاتا تھا اور اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا ، آتا کیسے ،

اس کی عقل پر تو پتھر پڑے ہوئے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام اسی طرح اپنی قوم کو سمجھاتے تھے، لیکن کوئی اثر نہیں ہوتا تھا بلکہ بجائے اثر لینے کے اور غصہ ہوتے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ اس طرح نہ مانیں گے، اب کوئی دوسری ترکیب کرنا چاہیے۔ سوچتے سوچتے ایک ترکیب سمجھ میں آگئی۔

دل میں کہا ٹھہرو، جب تم سب چلے جاؤ گے اور بُت خانہ خالی ہوجائے گا، اُس وقت میں ان بُتوں کو توڑ دوں گا، قسم خدا کی ضرور توڑوں گا، تب تمہاری سمجھ میں آئے گا۔

میلے کا دن

(ابراہیم بتوں کو توڑتے ہیں)

تہوار کا دن آیا۔ بچے ، بوڑھے ، جوان سب خوشی منانے کے لئے اپنے اپنے گھروں سے نکلے اور میلے کی طرف چلے ، آزر بھی چلا اور چلتے چلتے ابراہیم علیہ السلام سے کہا ، تم بھی ہمارے ساتھ چلو ، تم کیوں نہیں چلتے۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا ، میرا دل نہیں چاہتا اور میں بیمار بھی ہوں ، مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں۔

جب سب چلے گئے اور ابراہیم علیہ السلام تنہا رہ گئے تو بُت خانے میں آئے اور بُتوں سے کہنے لگے ، یہ کھانا پانی رکھا ہے ، کیوں نہیں کھاتے پیتے !

بُت خاموش رہے اور بولتے کیسے ، کہیں پتھر بھی بولتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا: تم کو کیا ہوا تم جواب کیوں نہیں دیتے ؟

لیکن سب بُت بنے بیٹھے رہے ، کچھ نہ بولے۔

اس وقت ابراہیم علیہ السلام کو بہت غصہ آیا اور تبر اٹھا کر تمام بُتوں کو توڑ ڈالا ، صرف ایک بڑے بُت کو چھوڑ دیا اور اس کے گلے میں تبر لٹکا دیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ سب اسی بڑے بُت کا کیا دھرا ہے۔

یہ کس نے کیا ؟

جب لوگ میلے سے پلٹے اور عبادت کی غرض سے بُت خانے میں آئے تو یہاں اور ہی تماشہ دیکھا۔

دیکھا کہ تمام بُت ٹوٹے پڑے ہیں اور بڑے بت کے گلے میں تبر لٹکا ہے ، گو ساری کارستانی اسی کی ہے۔

لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو بہت گھبرائے اور

تعجب کرنے لگے۔

لوگوں کو سخت غصہ آیا اور افسوس کے ساتھ کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کی یہ بے عزتی کس نے کی ہے، وہ کون گستاخ ہے؟

کچھ لوگوں نے کہا:

ایک نوجوان جس کا نام ابراہیم علیہ السلام ہے، اکثر ہمارے معبودوں کے پیچھے پڑا رہا کرتا تھا، اور ان کے نام دھرا کرتا تھا، ہو نہ ہو یہ اسی کی حرکت ہے۔

لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پوچھا:
ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ سلوک تم نے کیا ہے؟

ابراہیم نے کہا:

ان ہی بڑے صاحب سے پوچھو، بول سکتے ہوں گے تو بتائیں گے۔

لوگ سمجھتے تھے کہ بُت پتھر کے ہیں، ان میں

بولنے کی طاقت کہاں ؟

بڑا بُت بھی ایسا ہی ہے ، اس میں اس کی قدرت کہاں کہ چلے اور توڑے۔

کہا : ابراہیم علیہ السلام تم جانتے ہو کہ بُت نہیں بولتے ، پھر ہم ان سے کیا پوچھیں ، نہ یہ چل سکتے ہیں ، نہ توڑ سکتے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے کہا : تو پھر ایسے کی عبادت ہی کیوں کرتے ہو ؟ جن میں نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں ، ایسے سے کیوں مانگتے ہو جو نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں ، تمہاری عقل پر کیسا پردہ پڑا ہے کہ اتنی موٹی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی۔

لوگ یہ سن کر خاموش ہوگئے ، دل ہی دل میں شرمندہ ہوئے ، کوئی جواب نہ آیا ، سروں کو اوندھا کر کے بیٹھ گئے۔

ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے کی تجویز

لوگوں نے ایک جگہ جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے۔

ابراہیم علیہ السلام نے ہمارے بُتوں پر ہاتھ اٹھایا اور بُت خانے کی عزت خاک میں ملادی۔ بتاؤ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے ، ایسے گستاخ کی کیا سزا ہے ؟

لوگ غصے میں آگ بگولا تو تھے ہی ، کہا۔ بس ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دو ، ہمارے معبودوں کا دل یوں ہی ٹھنڈا ہوگا۔

بس پھر کیا تھا ، آگ بھڑکائی گئی اور جب اس کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے تو اس میں ابراہیم علیہ السلام کو ڈال دیا۔

لیکن ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست اور اللہ

کے نبی تھے ، اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی۔

آگ کیا ہے اللہ ہی کی تابعدار ہے ، اسی کے حکم سے جلتی ہے اور اسی کے حکم سے جلاتی ہے۔

آگ کو حکم ہوا۔

یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلاَمًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمِ

ترجمہ : "اے آگ ٹھنڈی ہوجا اور ابراہیم علیہ السلام کے لئے سلامتی بن جا۔"

خدا کے حکم سے وہ آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار ہوگئی اور جنت کا نمونہ بن گئی۔

لوگوں نے دیکھا کہ کہاں تو دہکتی ہوئی آگ اور کہاں یہ مہکتا ہوا باغ ، ارے ابراہیم علیہ السلام تو پھولوں میں بیٹھے ہیں ، ان کو تو آنچ بھی نہیں۔

لوگ سناٹے میں آگئے اور بڑے سٹپٹائے کہ ماجرا کیا ہے؟

میرا رب کون ہے؟

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو سمجھانے اور توحید کا سبق پڑھانے کے لئے دوسرا راستہ اختیار کیا۔

ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تارے کو دیکھ کر کہا کہ یہ میرا رب ہے۔ مگر جب تارا چھپ گیا تو کہا یہ میرا رب نہیں ہے، منہ چھپانے والے سے کوئی کیا محبت کرے کہ ابھی ہے اور ابھی نہیں۔

پھر جب چاند اندھیری رات میں مسکراتا ہوا نکلا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، اچھا یہ میرا رب ہے۔

صبح ہوتے ہوتے چاند کا بھی عمل ختم ہوا اور اس نے اپنی چاندنی تہہ کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، اب کیا کروں

جس کا دامن پکڑتا ہوں وہ اپنا دامن چھڑا لیتا ہے، اگر میرا پروردگار میرا ہاتھ نہ پکڑے گا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا۔

چاند کو غائب ہوئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ سورج پوری آب و تاب کے ساتھ نکل آیا اور اپنے چہرے سے نقاب الٹ کر ساری دنیا کو جگمگا دیا، ابراہیم علیہ السلام بے اختیار بول اٹھے یہ میرا رب ہے اور یہ سب سے بڑا ہے۔

لیکن جب رات ہوئی اور سیاہی کے بے پناہ لشکر سے سورج نے ہار مانی اور اسے منہ چھپاتے بنا تو کہنے لگے ارے یہ بھی میرا رب نہیں ہے، یہ بیچارہ میری کشتی کیا پار لگائے گا، اس کی کشتی خود ہی ڈانو ڈول ہے، ابھی ابھری اور ابھی ڈوبی، اے قوم! میں اس کی طرف رجوع ہوتا ہوں جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور آسمان کو چاند، سورج اور تاروں سے

رونق بخشی ، جو زندہ ہے اور زندہ رہے گا ، میں اس سے بری اور بیزار ہوں جس کی تم پرستش کرتے ہو۔

اللہ باقی رہنے والا ہے اور دنیا کی ہر چیز فنا ہونے والی ہے ، مٹ جانے والی اور کھو جانے والی ہے۔

تارا بھلا میری کیا مدد کرے گا ، وہ تو خود ہی کسی کا تابع ہے ، اسی کے حکم سے نکلتا ہے اور اسی کے حکم سے غائب ہوجاتا ہے۔ چاند سے بھی کیا امید ہوسکتی ہے ، جہاں سورج کی جھلک دیکھی غائب ، اُدھر وہ ڈوبا ، بھلا وہ کیا میری مدد کرے گا ، ڈوبتا بھی کسی کا سہارا بن سکتا ہے۔

سورج بھی کمزور ہے ، رات کو اس کا چراغ گُل ہوجاتا ہے ، ذرا رات نے منہ نکالا اور وہ غائب ، ذرا سی بدلی آئی اور اس نے منہ چھپایا ، یہ بھی میری مدد نہیں کرسکتا۔

میری مدد تو صرف اللہ کرے گا، اس لئے کہ وہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔

وہ باقی ہے، غائب ہونے والا نہیں۔

وہ زبردست ہے، طاقتور ہے، کوئی چیز اس پر غالب نہیں ہوسکتی۔

میرا رب اللہ ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام سمجھ گئے کہ میرا رب اللہ ہے۔

سمجھ گئے کہ اللہ تاروں کا بھی پروردگار ہے، چاند و سورج کا بھی اور تمام جہان کا، یہ سب چیزیں تو اسی کے تابع ہیں، اسی کے حکم سے روشن ہوتی ہیں اور اسی کے حکم سے غائب ہوجاتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی، ان کو اپنا نبی اور اپنا دوست بنایا۔

ان کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم کو بھلائی کی طرف بلاؤ، بتوں کی عبادت سے اور بُری باتوں سے منع کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام تبلیغ کرتے ہیں

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا : اے لوگو ! تم کس کی عبادت کرتے ہو؟

قوم نے کہا : ہم بُتوں کے پُجاری ہیں ، ہم بتوں ہی کی عبادت کرتے ہیں اور بتوں ہی کی پوجا کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا : اے قوم ! بُتوں کی عبادت سے باز آؤ ، ایک اللہ کی عبادت کرو، جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہیں کھلاتا پلاتا ہے ، ان بُتوں سے تم کو کیا نفع ہے ، یہ تم کو کیا دے دیتے ہیں ، جب تم ان کو پُکارتے ہو تو وہ کیا تمہاری پکار

سُن لیتے ہیں ، یا وہ تم کو نفع نقصان پہنچا دیتے ہیں ، کچھ تو بتاؤ کہ وہ تمہارے ساتھ کیا بھلائی کرتے ہیں؟

قوم نے جواب دیا کہ جو ہم نے اپنے باپ دادا کو کرتے دیکھا ہے وہی ہم بھی کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تم اور تمہارے باپ دادا سب گمراہ ہیں۔ اے قوم ! میں ان سے بیزار ہوں ، جن کی تم عبادت کرتے ہو بلکہ میں ان کا دشمن ہوں۔

قوم نے کہا : تم ہم سے مذاق کرتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا : یہ مذاق نہیں حقیقت ہے اور میں اس پر گواہی دیتا ہوں کہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے جس کے قبضہ اور قدرت میں سب کچھ ہے ، جس نے آسمان و زمین کو اور ہمیں تمہیں سب کو پیدا کیا اور میں تو اسی ایک اللہ کا بندہ ہوں ، جس نے زمین و

آسمان بنائے ، پھر آسمان کو چاند و سورج اور تاروں سے رونق بخشی ہے ، اسی کی طرف متوجہ ہوں ، جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے ، الحمدللہ کہ میں مشرک نہیں۔

اے قوم ! تم اللہ کے بارے میں مجھ سے حجت کرتے ہو ، مجھے گمراہ کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ میرا رب مجھے سیدھا راستہ دکھاچکا۔

اے قوم ! تم یہ خوب سمجھ لو کہ میں تمہارے معبودوں سے نہیں ڈرتا ، تم تو میرے سچے معبود ، حقیقی بادشاہ ، قادر مطلق سے نہ ڈرو اور میں تمہارے ان جھوٹے معبودوں اور ہاتھوں کی گڑھی ہوئی مورتیوں سے ڈر جاؤں ، خوب ! تم نے ایسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرایا ہے جس کے سچے ہونے کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔

اے قوم سنو ! اور کان کھول کر سنو ! میں دونوں

جہاں کے پالنے والے کی عبادت کرتا ہوں۔

میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا اور ہدایت فرمائی۔

میں اس کی پوجا کرتا ہوں جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

جب میں بیمار ہوتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے۔

میں اس کے آگے سر جھکاتا ہوں جو مجھے مارے گا پھر جِلائے گا۔

میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری تمام خطائیں معاف فرمائے گا۔

یہ بُت ، یہ بُت کس کام کے ہیں ، نہ یہ کسی کو پیدا کرسکتے ہیں نہ ہدایت دے سکتے ہیں۔

یہ بُت نہ کھلا سکتے ہیں نہ پِلا سکتے ہیں نہ نفع نقصان پہنچانے پر قدرت رکھتے ہیں۔

اگر کوئی بیمار ہو جائے تو یہ اچھا نہیں کر سکتے۔
کوئی مر جائے تو یہ جلا نہیں سکتے۔
تُف ہے تمہاری عقلوں پر اور تمہارے ان جھوٹے معبودوں پر۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

"اے میرے پروردگار ! مجھ کو حکمت عطا فرما اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کر اور میری بھلائیاں آنے والی نسلوں کی زبان پر جاری فرما اور مجھ کو جنت کی لازوال نعمتوں کا وارث بنا ، اور میرے گمراہ اور گنہگار باپ کو بخش دے۔ اے میرے رب مجھے محشر کی ذلت و رسوائی سے بچالے ، اے میرے پروردگار مجھے ایسے وقت کی رسوائی سے بچا ، جس دن نہ دولت کام آئے گی نہ اولاد ، اس

دن تو وہی مزے میں ہوگا ، جو سچا دل لے کر آئے گا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام بادشاہ کے دربار میں

اس شہر میں ایک بادشاہ تھا۔

یہ بادشاہ بہت مغرور اور بڑا ظالم تھا۔

یہ لوگوں کو حکم دیتا تھا کہ ہم کو سجدہ کرو اور ہم ہی سے اپنی مرادیں مانگو۔

لوگوں نے بادشاہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا ، اسی کو اپنا معبود سمجھنے لگے ، اس کے آگے سجدہ کرتے تھے اور اسی سے مرادیں مانگتے تھے۔

ایسے عقل کے اندھے تھے کہ کہیں بُتوں کی پوجا کر رہے ہیں ، کہیں بادشاہ کو خدا بنالیا ہے تو کہیں سورج کی پرستش ہو رہی ہے ، ایسی عقلوں سے خدا بچائے۔

شدہ شدہ بادشاہ تک یہ خبر پہنچی کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے سوا کسی کو نہیں مانتے ، اسی کی عبادت کرتے ہیں ، اسی کے آگے سر جھکاتے ہیں ، اسی سے مرادیں مانگتے ہیں اور اسی کو اپنا معبود سمجھتے ہیں۔

بادشاہ یہ سن کر آگ بگولا ہوگیا کہ ہم تو ہم دوسرا کون ! ہمیں چھوڑ کر دوسرے کو خدا ماننا کیا معنی ؟ اور بہت غصہ سے حکم دیا کہ ابراہیم کو بلاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے اور آتے ہوئے ذرا بھی نہیں ڈرے ، بالکل نہیں جھجکے اور وہ ڈرتے کیوں ؟ وہ تو اپنے اللہ سے ڈرتے تھے ، اللہ سے ڈرنے والا کسی سے نہیں ڈرتا۔

بادشاہ نے کہا : ''ابراہیم ! تمہارا رب کون ہے ؟''

حضرت ابراہیم نے کہا : ''میرا رب اللہ ہے۔''

بادشاہ : ''تم عبادت کس کی کرتے ہو۔''

حضرت ابراہیم : ''اپنے معبود ، اپنے رب ، اپنے

اللہ کی۔"

بادشاہ : "اللہ کس کو کہتے ہیں ؟ اللہ کون ہے ؟"

حضرت ابراہیم : "اللہ وہ ہے جو مارتا ہے اور جلاتا ہے۔"

بادشاہ : "مجھ میں بھی مارنے اور جلانے کی قدرت ہے ، میں بھی زندہ رکھ سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔" یہ کہہ کر دو مجرموں کو بلایا ، ایک کو مار ڈالا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہا : "اے ابراہیم ! اب تم نے میری قدرت کا تماشہ دیکھ لیا ، دیکھو میں نے ایک کو زندہ رکھا اور دوسرے کو موت کے گھاٹ اتار دیا ، کیا اب بھی تم کو شک ہے۔"

یہ بادشاہ بہت بے وقوف اور بڑی موٹی سمجھ کا تھا اور اس میں تعجب کی کیا بات ہے ، ہر شرک کرنے والا بے وقوف ہوتا ہے۔ اگر بے وقوف نہ ہو تو اللہ کو چھوڑ کر پتھر کو کیوں پوجے ؟ جو کچھ نہیں کرسکتے ، ان

کے آگے ہاتھ کیوں پھیلائے ؟

کوئی اس عقلمند سے پوچھے کہ تو نے کون سی بڑی بات کی ، یہ تو ہر ایک کرتا ہے کہ مجرم کو پھانسی دیتا ہے ، قتل کرتا ہے اور بے گناہ کو چھوڑ دیتا ہے ، تو نے کون سا کمال کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خیال کیا کہ یہ بادشاہ بہت موٹی سمجھ کا ہے اور ایسے ہی اس کی قوم بھی ہے ، یہ یوں نہ سمجھے گا۔ تو انہوں نے اس کے ہرانے کی دوسری تدبیر نکالی۔

کہا : ”اے بادشاہ ! اللہ تعالیٰ سورج مشرق سے نکالتا ہے ، تم بڑے بہادر بنتے ہو ، مارنے اور جلانے پر تم کو قدرت حاصل ہی ہے جب جانیں کہ تم اس کو مغرب سے نکال لاؤ۔“

بادشاہ یہ سن کر لاجواب ہوگیا۔ اس کے بنائے کچھ نہ بنی ، اپنا سا منہ لے کے رہ گیا۔

باپ بیٹے کی گفتگو

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ اپنے باپ کو سمجھانے کا ارادہ کیا۔

کہا : ابا جان ! آپ ایسوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ بولتے ہیں۔

اے ابا جان ! آپ ان کے آگے سر کیوں جھکاتے ہیں ، ان سے مرادیں کیوں مانگتے ہیں ؟ جو نہ نفع پہنچاسکتے ہیں نہ نقصان۔

ابا جان ! شیطان کی پیروی تو نہ کیا کیجئے ، یہ تو انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اے میرے ابا جان ! یہ شیطان تو اللہ کا بڑا نافرمان ہے۔ آپ اس کا کہا کیوں مانتے ہیں ؟

اے ابا جان ! اللہ کی عبادت کیجئے ، میرا کہا مان لیجئے ، میں آپ کو اسی راستہ پر لے جاؤں گا جو سیدھا

راستہ ہے۔

اے ابا جان ! مجھے ڈر ہے کہ اگر آپ اسی حالت پر قائم رہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے عذاب میں مبتلا کیا تو آپ کا حشر شیطان کے ساتھ ہوگا۔

آزر نے کہا : "ابراہیم ! تو میرے معبودوں کی توہین کرتا ہے اور مجھے سمجھاتا ہے ، میرے سامنے سے ہٹ جا ، دور ہو ، اگر پھر تو نے کچھ کہا تو اچھا نہ ہوگا، اتنے پتھر ماروں گا کہ حواس درست ہوجائیں گے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بُردبار تھے ، غصہ بہت کم آتا تھا، کہنے لگے :

"اچھا ابا جان ! میرا سلام قبول کیجئے ، میں آپ کے لئے اپنے پروردگار سے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا اور مجھے اپنے پروردگار کی مہربانی سے امید ہے کہ وہ میری پکار ضرور سنے گا اور میری دعاؤں کو ضائع نہیں

فرمائے گا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باپ کی ان باتوں سے بہت افسوس ہوا ، انہوں نے ارادہ کیا کہ اب اس شہر سے نکل جائیں ، دوسرے شہر میں جا کر اللہ کی عبادت کریں اور دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی اللہ کی عبادت کا شوق اور جذبہ پیدا کریں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ معظّمہ جاتے ہیں

بادشاہ ، اس کی قوم اور خود آزر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جلنے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے شہر جانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

آخر ایک دن اللہ کا نام لے کر اپنے شہر سے نکل گئے ، اپنے باپ ، اپنے خاندان اور اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔ اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف چل دیئے۔

اس وقت مکہ میں نہ کوئی درخت تھا نہ سبزہ نہ نہر تھی نہ کنواں۔

نہ حیوان نہ انسان۔

نہ مکیں تھے نہ مکاں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ پہنچ کر بیوی اور بیٹے کو اتارا، پھر ان کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے کا ارادہ کیا۔

حضرت ہاجرہ نے کہا: ''آپ ہمیں کہاں چھوڑے جاتے ہیں، کیا آپ مجھ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں گے، اس جنگل بیاباں میں جہاں نہ کھانا نہ پانی، نہ گھر نہ در۔ اچھا یہ تو بتایئے کیا مجھ کو اس تنہائی میں چھوڑ دینے کا آپ کو اللہ نے حکم دیا ہے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''ہاں!''

حضرت ہاجرہ نے کہا: ''تو پھر مجھے کوئی غم نہیں، اللہ ہماری مدد کرے گا اور ہم کو یوں نہ چھوڑے گا۔''

زمزم کا کنواں

جب مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شدت سے پیاسے ہوئے تو ان کی ماں پانی کی جستجو میں نکلیں، مگر مکہ میں پانی کہاں، نہ وہاں نہر نہ کنواں۔ پانی کہاں سے ملتا اور وہ کیسے پلاتیں؟

حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش کرتی تھیں مگر پانی کا کوسوں پتہ نہیں۔ صفا سے مروہ کی طرف اور مروہ سے صفا کی طرف دوڑتی تھیں مگر پانی کہیں نہ دکھائی دیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت ہاجرہ کی یہ دوڑ دھوپ بہت پسند آئی اور ایسی پسند آئی کہ اپنے تمام بندوں کو حکم دے دیا کہ حضرت ہاجرہ کی تقلید کریں، چنانچہ آج خدا کے سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں بندے اور بندیاں صفا مروہ کی دوڑ لگاتی ہیں، جس سے حضرت ہاجرہ کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس پیاسے بچے کی پیاس اور اس کی ماں کی دوڑ دھوپ کو نگاہ رحم سے دیکھا ، اس کی رحمت و محبت کو جوش آیا ، بس فوراً دونوں ماں بیٹوں کے لئے زمیں سے ایک چشمہ پیدا کر دیا۔

حضرت ہاجرہ نے اس خداداد چشمہ سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پانی پلایا اور خود بھی پیا وہ پانی آج تک باقی ہے جو اس وقت زمزم کا کنواں کہلاتا ہے۔ یہ وہی کنواں ہے کہ جب لوگ حج کرنے جاتے ہیں تو اس کا پانی پیتے ہیں اور اپنے ساتھ اس کا تبرک بھی لاتے ہیں۔

قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام دوسری مرتبہ مکہ آئے تو بیوی اور بیٹے سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسمٰعیل علیہ

السلام سے محبت بھی بہت تھی اور ہونا بھی چاہئے کیونکہ اس وقت یہی ایک اکیلے لڑکے تھے۔

ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے محبوب اور پیارے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سچے نبی تھے ، ان کا خواب بھی سچا تھا ، سمجھ گئے کہ یہ خواب و خیال نہیں ہے ، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہے کہ ہم کو ایسا کرنا چاہئے۔ یہ سمجھ کر بیٹے سے اپنا خواب بیان کیا اور کہا : ”مجھے یہ خدا کا حکم معلوم ہوتا ہے ؛ بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے ؟“

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا : ”ابا جان ! آپ کو جو حکم ملا ہے ، بلا تأمل اس کی تعمیل کیجئے ، انشاء اللہ آپ مجھے ثابت قدم اور صبر کرنے والا پائیں گے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک چھری لی اور

حضرت اسمٰعیلؑ کو لے کر منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب منیٰ پہنچے تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام زمین پر لیٹ گئے اور باپ نے محبوب بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی۔

اللہ تعالیٰ کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جان لینے کا شوق نہیں تھا بلکہ صرف اس کو اپنے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوستی کا امتحان مقصود تھا، اس کو یہ دیکھنا مقصود تھا کہ ابراہیم علیہ السلام کو ہماری دوستی کا زیادہ پاس ہے یا بیٹے کی محبت غالب آتی ہے، سو حضرت ابراہیم علیہ السلام امتحان میں پوری طرح کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جنت سے ایک مینڈھا لے کر فوراً جاؤ تاکہ ابراہیم اسمٰعیل کو ذبح کرنے نہ پائیں، اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلے اس مینڈھے کی قربانی کر دیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے اس پُرخلوص کام اور سچی محبت کو بہت پسند فرمایا، آج جو بقرعید میں قربانی ہوتی ہے، وہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ ہی کی یادگار ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا گھر

حضرت ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اور کچھ زمانے کے بعد پلٹے تو ارادہ کیا کہ اللہ کے لئے ایک گھر بنائیں جو اس کی عبادت کے لئے مخصوص ہو ، یوں تو ہزاروں گھر تھے مگر اللہ کا کوئی گھر نہ تھا جس میں اللہ کی عبادت ہوتی ، اس کی پرستش کی جاتی ، اس کے آگے سر جھکایا جاتا اور اس کی فکر کس کو ہوسکتی ہے ، بُت پرستوں کو ، توبہ .... !!!

اس کی فکر تو اللہ کے خاص بندوں کو ہوتی ہے اور ہوئی۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بھی چاہا کہ اپنے

باپ کے ساتھ اللہ کا گھر بنانے میں شریک ہوں۔

غرض دونوں باپ بیٹے کی رائے اور ہمت سے کعبہ اقدس کی بنیاد پڑی۔

دونوں پہاڑ سے پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور اپنے ہاتھوں کعبہ کی عمارت بناتے تھے ۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں مشیت نے تھا جس کوتا کا
کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہُدا کا

حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کعبہ بناتے جاتے تھے اور اپنے پروردگار سے دعا کرتے جاتے تھے ، ہاتھ کام میں مشغول تھے ، دل اللہ کی طرف متوجہ تھا اور زبان پر یہ دعا تھی ، اللہ والوں کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں :

''اے ہمارے پروردگار ! ہماری دعا کو قبول

فرما، تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے ، اے میرے رب ! ہم کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسل میں بھی ایک جماعت ایسی پیدا کر جو تیری مطیع اور فرمانبردار ہو اور ہم کو اپنی عبادت کے رستے بتا۔ اے ہمارے رب ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور علم و حکمت سے ان کے دلوں کو زینت بخشے ، تو بڑا ہی زبردست حکمت والا ہے ، اے میرے رب ! اس شہر کو امن والا بنا اور میری اولاد کو بُتوں کا پجاری نہ بنا۔ اے میرے رب ! ان بُتوں نے بہتوں کو گمراہ کیا ہے ، تو جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے نافرمانی کی تو بیشک بخشنے والا مہربان ہے۔ اے میرے پروردگار ! میں نے اپنی کچھ اولاد تیرے مقدس گھر کے پاس بسائی

ہے ، یہ ایسی جگہ ہے جہاں نہ کھیتی ہے نہ سبزہ۔ اے ہمارے رب ! یہ اس لئے تاکہ یہ نماز قائم رکھیں ، اب تو ان کے دلوں کو اس طرف مائل کر اور ان کو روزی عطا فرما ، میوے اور پھل عطا فرما ، تاکہ یہ تیرا شکر ادا کریں۔ اے ہمارے رب ! تو ہمارے ظاہر و پوشیدہ رازوں سے واقف ہے اور اللہ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز نہیں چھپی۔ اللہ کا شکر ! جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل و اسحٰق علیہم السلام عطا فرمائے ، بیشک میرا رب سننے والا ہے ، اے میرے رب ! میری اولاد کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما ، اے میرے رب ! میری دعا قبول فرما ، اے میرے پروردگار ! مجھ کو میرے ماں باپ کو اور تمام مسلمانوں کو قیامت کے دن بخش دینا۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔ وہ اپنے نیک بندوں کی دعا اسی طرح قبول فرماتا ہے۔ اللہ نے کعبہ کو برکت عطا فرمائی۔ وہ ہمارا قبلہ ہے۔ ہم پانچوں وقت کی نمازیں اسی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔

مسلمان جب حج کرنے جاتے ہیں تو اسی کعبہ کا طواف کرتے ہیں ، اسی کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرتے ہیں۔

آج جس کو دیکھنا ہو وہ مکہ معظّمہ جا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت کا اثر دیکھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ کبھی میرا شریک نہ ٹھہرانا اور میرے اس بابرکت گھر کا طواف کرنے والوں ، قیام کرنے والوں ،

رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر دو ، اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو کہ وہ قریب اور دور دراز ملکوں سے حج کی خاطر آئیں تاکہ اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہوں اور مبارک گھر میں اللہ کا ذکر کریں ، اس مبارک گھر کا طواف کریں اور تمام حج کے مناسک ادا کریں اور جو اس مقدس گھر کی اور اللہ کے حکموں کی عزت کرے گا تو اسی کے لئے بہتر ہوگا اور وہ اپنے ہی لئے کرے گا۔

عجیب سوال

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا : ”اے میرے پروردگار ! تو قیامت میں مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا ، مجھے ابھی سے دکھا دے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ”کیا تم کو میری قدرت کاملہ پر یقین نہیں۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ”مجھ کو پورا یقین ہے لیکن میں نے صرف اطمینان قلب کے لئے تجھ سے یہ درخواست کی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”چار پرندے پکڑ کر لاؤ اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر ڈال دو، پھر ان کو بلاؤ، دیکھو وہ تمہارے پاس کیسے دوڑ کر آتے ہیں، اسی طرح ہم قیامت میں مُردوں کو زندہ کریں گے اور یہ ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں۔“

بشارت

ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں آدمی کے بھیس میں کچھ فرشتے آئے اور کہا: السلام علیکم!

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: وعلیکم السلام!

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھوڑی دیر میں ایک

بھنا ہوا بچھڑا لائے اور ان کے سامنے لا کر رکھ دیا اور کہا کھاؤ۔

انہوں نے نہ کھایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا، بسم اللہ کیجئے، آپ کھاتے کیوں نہیں، مگر دل میں ڈرے جاتے تھے کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو کھاتے نہیں، پھر کہنے لگے:

''مجھے تو تم سے ڈر لگتا ہے، آخر تم کون لوگ ہو؟''

فرشتوں نے کہا: ''آپ ڈرتے کیوں ہیں۔ ہم تو آپ کو ایک جیتے جاگتے بیٹے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دینے آئے ہیں جن کا نام اسحٰق علیہ السلام ہوگا۔ دوسری خوشخبری یہ ہے کہ اسحٰق علیہ السلام کے بھی ایک بیٹا پیدا ہوگا جن کا نام یعقوب علیہ السلام ہوگا اور یہ ایکطرفہ تماشہ دیکھے کہ ہم آپ کے لئے تو بشارت لائے ہیں اور قوم لوط علیہ السلام کے لئے

عذاب۔''

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ ان کو یہ سن کر بہت تکلیف ہوئی کہ کہیں میرے بھتیجے پر آنچ نہ آئے۔ کہنے لگے، تم ان پر عذاب لائے ہو، ان میں لوط علیہ السلام بھی تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اس معاملہ میں نہ جھگڑو، یہ فیصلہ اٹل ہے، ہو کے رہے گا۔ ہاں! تم اس سے بالکل مطمئن رہو، ہم لوط علیہ السلام اور ان کے ساتھی مومنوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں، ان کا ایک بال بیکا نہ ہوگا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دوسری بیوی سارہ کہیں پیچھے کھڑی سن رہی تھیں، تعجب سے پیشانی پر ہاتھ مار کر بولیں کہ میں بوڑھی اور میرے خاوند بھی بوڑھے، یہ خوشخبری کیسی!

فرشتوں نے کہا: ''آپ ناامید نہ ہوں۔ ہم آپ

کو سچی بشارت دے رہے ہیں ، آپ اللہ کی حکمتوں اور اس کے کاموں پر تعجب کرتی ہیں ، آپ پر اور آپ کے گھر والوں پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔"

بیت المقدس

فرشتوں کی خوشخبری پوری ہوئی۔

حضرت سارہ کے لڑکا پیدا ہوا۔ ان کا نام اسحٰق علیہ السلام رکھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام زیادہ تر شام کے ملک میں اپنی بیوی حضرت سارہ اور اپنے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام نے جب ہوش سنبھالا تو شام میں بیت المقدس کی بِنا ڈالی جیسے ان کے باپ اور بھائی نے کعبہ کی عمارت بنائی تھی۔

شام میں جو بیت المقدس ہے ، وہ حضرت اسحٰق

علیہ السلام ہی کی بنائی ہوئی مسجد ہے۔

یہ وہ مسجد ہے جس کے چاروں طرف اللہ نے برکت رکھی ہے۔

اللہ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں ایسی ہی برکت عطا فرمائی جیسے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں برکت دی۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں نبی بھی ہوئے اور بادشاہ بھی۔

فرشتوں کی دوسری بشارت بھی ظاہر ہوئی ، حضرت اسحٰق علیہ السلام کے لڑکا پیدا ہوا ، اس کا نام یعقوب علیہ السلام رکھا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نبی تھے۔ ان کے بارہ بیٹے ہوئے ، جن میں سے ایک حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قرآن شریف میں بڑا

عجیب قصہ ہے، یہ قصہ تم بھی پڑھو گے۔

حضرت ابراہیم ﷺ کی تیسری بیوی

تاریخ پیدائش سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قطورا تھیں۔

قطورا کے بیٹے مدین تھے۔ مدین حجاز کے شمال میں خلیج عقبہ کے پاس مقیم ہوئے، ان ہی کے نام سے مدین شہر آباد ہوا۔

مدین کی اولاد میں حضرت شعیب علیہ السلام پیدا ہوئے، جن کو اللہ نے اسی مدین کے علاقہ کی ہدایت کے لئے نبی بنایا۔

سَلَامٌ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ط

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ط

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ط وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

❀❀❀

حضرت لوط

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ عراق سے شام کی طرف ہجرت کر کے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو نبوت دی، یہ ملک سدوم اور اس کے ارد گرد بستیوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام جس قوم کی طرف نبی بنا

کر بھیجے گئے تھے ، وہ بہت ہی گمراہ اور بے دین ہونے کے ساتھ بہت بے شرم واقع ہوئی تھی۔

پوری قوم گندی اور ناپاک تھی۔

ان کی بیویاں بجائے عورتوں کے خوبصورت نوجوان لڑکے ہوتے تھے۔

یہ اتنی خراب حرکت ہے جو خدا کو بے حد ناپسند ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو بہت سمجھایا، طرح طرح سے غیرت دلائی ، ڈرایا دھمکایا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی نصیحت

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا : ”اے قوم ! کتنی بُری حرکت تم کرتے ہو۔

اے قوم ! تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ

تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔

اے قوم ! غور تو کرو ، سوچو تو سہی کتنا بُرا کام ہے ، کتنے شرم کی بات ہے ، کتنی بُری حرکت ہے۔

اے قوم ! بڑی حیرت کی بات ہے کہ خوبصورت خوبصورت بیویاں گھر میں بیٹھی جھک مارتی ہیں اور تم باہر کی ہوا کھاتے پھرتے ہو ، تم کو شرم نہیں آتی ، خدا سے نہیں ڈرتے۔ اے قوم ! تم بڑی جسارت کا کام کرتے ہو ، اور تم لوگ حد سے بڑھ گئے ہو۔

اے قوم ! خدا سے ڈرو ، میرا کہا مان لو ، میں تمہارا رسول ہوں ، تمہارا خیر خواہ اور امانتدار ہوں ، میرا کہا مان لو گے ، میری اطاعت کرو گے تو تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

اے قوم ! اللہ کے غضب سے ڈرو ، اس بڑے دن کے عذاب سے ڈرو جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔

اے قوم ! اگر میری اطاعت کرو گے ، میرا کہا مان لو گے تو تمہارا ہی فائدہ ہے ، میرا کوئی فائدہ نہیں، میں تو اپنی محنت کی مزدوری اپنے پروردگار سے لوں گا۔ میں تم سے کچھ نہیں مانگتا ، صرف اتنا سوال ہے کہ اپنی اس بُری اور نازیبا حرکت سے باز آجاؤ۔

اے قوم ! خدا کے لئے ان حرکتوں کو چھوڑ دو۔"

قوم کا جواب

قوم نے آپس میں کہا : لوط علیہ السلام بڑے پاک صاف بنتے ہیں ، ان کو اپنے ملک سے نکال دو، ہم ناپاکوں میں ان کا کیا کام۔

بہت پاک صاف بنتے ہیں تو جائیں کسی پاک صاف بستی میں ، یہ کیوں ہمارے معاملات میں دخل دیتے ہیں ، ان کو ہم سے کیا مطلب !

قوم نے حضرت لوط علیہ السلام سے کہا : "اے

لوط علیہ السلام اگر تم اپنی وعظ و نصیحت سے باز نہ آؤ گے تو ہم تم کو اس بستی سے نکال دیں گے۔"

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: "یہ دھمکی بھی خوب ہے، ارے میں خدا سے چاہتا ہوں کہ جلد تم سے نجات پاؤں۔

اس کو اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ میں تم سے، تمہارے کارناموں سے اور تمہاری بستی سے خود ہی بیزار ہوں، تم مجھ کو نکالنے کی کیوں دھمکی دیتے ہو۔"

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے سمجھانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

نرمی سے بھی سمجھایا، سختی بھی کی، ڈرایا دھمکایا، مگر کوئی اثر نہ ہوا، جتنا سمجھایا اتنی ہی ضد اور نافرمانی بڑھتی گئی۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

حضرت لوط علیہ السلام سمجھاتے رہے اور ان کی قوم وہی کرتی رہی۔

شیطانی کام تو ہمیشہ انسان کو پسند آتے ہی ہیں جو شیطان کی باتوں کو پسند کرتے ہیں وہ رحمٰن کی بات کب سنتے ہیں، غرض وہ شیطان کے مرید ہی ہوتے چلے گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام تنگ آگئے، گھبرا گئے۔

اللہ تعالیٰ بڑا بُرد بار رحم و کرم والا ہے، اپنے بندوں کے گناہ دیکھتا جاتا ہے، مگر جب انسان انتہائی سرکشی اور نا ڈری پر اُتر آتا ہے تو پھر اس کا غضب نازل ہوتا ہے پھر اس کی پکڑ سخت ہوتی ہے۔

خدائے تعالیٰ اپنے غضب اور اپنی پکڑ سے سب کو محفوظ رکھے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر بھی مہربانی فرمائی، ان کو اس طرح تباہ اور برباد نہیں کیا بلکہ ان کو سمجھانے اور سیدھا راستہ دکھانے کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے جہاں تک ہوسکا قوم کو سمجھایا ، راہ راست پر لانے کی تدبیر کی ، ڈرایا دھمکایا، مگر قوم کب ماننے والی تھی ، اس کے "ماتھے پر جوں بھی نہ رینگی۔

اب اللہ تعالیٰ کو غصہ آیا۔

اللہ تعالیٰ کا غصہ معمولی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ہلاک اور برباد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک لڑکے کی بشارت دینے اور حضرت لوط علیہ السلام

کی قوم کو ہلاک کرنے کے لئے بھیجا۔

فرشتے آدمی کے بھیس میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو آدمی سمجھ کر ایک موٹا تازہ بچھڑا بھون کر لائے اور کہا کھایئے۔

فرشتوں کو بھلا کھانے پینے سے کیا غرض ، ان کی غذا تو عبادت ہے ، انہوں نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا۔

اب حضرت ابراہیم علیہ السلام ڈرے کہ یہ کون لوگ ہیں ، یہ کھاتے کیوں نہیں ، آدمی ہیں تو کھانے سے انکار کرنا کیا معنی ؟ اور اگر فرشتے ہیں تو کس غرض سے آئے ہیں ، خدا رحم فرمائے ، فرشتوں سے کہنے لگے : ”آپ کھاتے کیوں نہیں ، اور جی میں ڈرتے جاتے تھے ، آخر کہنے لگے کہ مجھے آپ سے ڈر لگتا ہے۔“

فرشتے بولے : ”آپ ڈریئے نہیں۔ ہم آپ کو

ایک ہوشیار لڑکے کی بشارت دینے کے لئے آئے ہیں جن کا نام اسحٰق علیہ السلام ہے اور دوسری خوشخبری یہ ہے کہ اسحٰق علیہ السلام کے بھی ایک لڑکا ہوگا جن کا نام یعقوب علیہ السلام ہوگا۔"

اور ہاں دو مقصد سے آئے ہیں۔ آپ کو بشارت دینا تھی اور قوم لوط علیہ السلام پر عذاب نازل کرنا ہے۔

حضرت سارہ کہیں پیچھے کھڑی سن رہی تھیں۔ وہ یہ بشارت سن کر ہنس پڑیں، کہنے لگیں، خوب! میں بوڑھی اور میرے خاوند بھی بوڑھے لڑکا کیسے ہوگا؟

بڑے تعجب کی بات ہے۔

فرشتے بولے، آپ اللہ کی قدرت پر تعجب کرتی ہیں، آپ پر، آپ کے گھر والوں پر اللہ کی رحمتوں کی بارش ہے، آپ کا تعجب کرنا، خود قابل تعجب ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے : **بیشک اللہ** کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں ، پھر کہنے لگے کہ لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آئے گا ، اس قوم میں تو لوط علیہ السلام بھی ہیں ، ان کے ہوتے ہوئے قوم پر کیسے عذاب آئے گا ؟

فرشتے بولے : ''ہم سب جانتے ہیں ، آپ گھبرایئے نہیں ، لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والے بچالے جائیں گے۔

ہاں ! لوط علیہ السلام کی بیوی ضرور عذاب میں گرفتار ہوگی ، وہ قوم کے ساتھ ہے ، زندگی میں بھی ساتھ رہی اور مرنے کے بعد بھی ساتھ رہے گی ، اس کا حشر قوم ہی کے ساتھ ہوگا۔

آپ اس خیال کو چھوڑ دیجئے کہ عذاب نہ آئے ، عذاب تو آکے رہے گا ، اللہ تعالیٰ کا حکم ہو چکا ہے ، یہ ٹل نہیں سکتا۔''

اب فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کی طرف چلے۔ بہت خوبصورت کم عمر لڑکے بن کے حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں آئے۔

حضرت لوط علیہ السلام ان کو دیکھ کر بہت گھبرائے کہ یہ مہمان آئے ہیں، قوم کو اگر خبر ہوگئی تو ابھی دوڑی ہوئی آئے گی اور ان کو ہم سے طلب کرے گی، پھر کیا ہوگا، میرے مہمانوں کی ہتک ہوگی، میں ان کو کیسے بچاؤں گا۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ تھی اور بہت بُری تھی، قوم سے جاکے لگا آئی کہ میرے یہاں بہت خوبصورت خوبصورت لڑکے آئے ہیں۔

قوم دوڑی ہوئی آئی اور لڑکوں کو طلب کرنے لگی۔

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: "اے قوم! یہ میری بیٹیاں موجود ہیں، ان سے نکاح کرلو، یہ

تمہارے لئے حاضر ہیں اور یہی تمہارے لئے بہتر ہیں۔

اے قوم ! کچھ تو اللہ سے ڈرو ، میرے مہمانوں کے بارے میں مجھے رسوا نہ کرو ، اگر تمہیں میرے مہمانوں کا خیال نہیں ہے تو میری رعایت کرو۔

اے قوم ! کیا تم میں کوئی بھلا مانس نہیں جو میری بات مانے۔"

قوم نے کہا : "اے لوط علیہ السلام ! تم ہماری عادت کو جانتے ہو اور پھر اس طرح کی باتیں کرتے ہو ، ہمیں تمہاری بیٹیوں کی ضرورت نہیں ہے ، ہم بیٹیاں نہیں چاہتے۔"

حضرت لوط علیہ السلام نے کہا : "اے کاش ہم کو تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا کوئی ایسا زبردست ہوتا جس کے سہارے تم سے مقابلہ کرتا یا کسی مضبوط پناہ کی جگہ جا بیٹھتا۔"

حضرت لوط علیہ السلام بہت گھبرائے ہوئے تھے ، ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ کس طرح اپنے مہمانوں کی عزت بچائیں اور کیا کریں ، کوئی ترکیب سمجھ میں نہ آئی اور گھبراہٹ حد سے سوا ہوگئی۔

فرشتوں نے کہا : ''اے لوط علیہ السلام ! آپ کیوں اتنی فکر کرتے ہیں اور کیوں اتنا گھبراتے ہیں ، آپ مطلق پریشان نہ ہوں ، ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں۔ ان خبیثوں کی کیا مجال ہے کہ ہم تک پہنچ جائیں ، یہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہم تک پہنچنا تو بہت محال ہے۔

آپ مطمئن رہیں ، ہم ان پر عذاب نازل کرنے آئے ہیں۔ آپ یہ کیجئے کہ رات ہی رات اپنے تمام گھر والوں کو لے کر نکل جایئے اور تمام اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کر دیجئے کہ وہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں، ہاں آپ کی بیوی ضرور دیکھے گی ، پھر وہ

عذاب میں گرفتار بھی ہوگی۔

صبح ہوتے ہوتے یہ سب عذاب کی نذر ہوجائیں گے اور صبح کچھ دور بھی نہیں ہے۔"

عذاب

صبح ہوتے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا غصہ خدا کی پناہ! اللہ تعالیٰ اپنے غصہ سے اور اپنے عذاب سے سب کو بچائے۔

اللہ تعالیٰ کا غصہ معمولی بات نہیں، اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے اس بستی کو آسمان تک اٹھا کے پٹک دیا، پھر اللہ کے حکم سے ان پر نشان کئے ہوئے پتھر برسے جس سے پوری بستی اور ساری قوم آن کی آن میں ہلاک ہوگئی۔

حضرت لوط علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم و حکمت سے مالا مال فرمایا اور ان کو اس بُری بستی سے نجات دے کر اپنی رحمت میں داخل کیا۔

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ط
وَسَلامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ط
وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

❀❀❀

حضرت یوسف علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡکَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ
بِمَآ اَوۡحَیۡنَا اِلَیۡکَ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ؕ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا خاندان

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے، ان میں ایک حضرت یوسف علیہ السلام بھی تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بہت خوبصورت، بڑے سمجھدار اور ذہین تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے بہت محبت تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک منٹ اپنی آنکھ سے دور نہ ہونے دیتے، ذرا سی دیر کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائی تو حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑے تھے اور گیارہویں بھائی بنیامین ان سے چھوٹے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بنیامین کو بھی بہت چاہتے تھے۔

حاسد بھائی

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین سے جلنے لگے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے: ''ابا جان! یوسف اور بنیامین کو کیوں زیادہ چاہتے ہیں؟''

''بڑی حیرت کی بات ہے کہ یہ دونوں کمزور چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ابھی ابا جان کے کسی کام

کے نہیں ، ان کو تو چاہتے ہیں اور ہم لوگ جوان ہیں، طاقتور ہیں ، ابا جان کے سو کام کریں ، مگر ہم سے ایسی محبت نہیں ، مزا یہ کہ ان کے بیٹے ہم بھی ہیں اور وہ بھی ہیں پھر ان کو ہم سے زیادہ کیوں چاہتے ہیں ، کیا یوسف علیہ السلام کے سُرخاب کے پَر لگے ہیں۔

عجیب خواب

حضرت یوسف علیہ السلام چھوٹے سے تھے ؛ اس وقت انہوں نے ایک خواب دیکھا۔

دیکھا کہ گیارہ تارے اور چاند سورج ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام تعبیر تو نہیں سمجھے ، مگر تعجب بہت ہوا کہ یہ کیسا خواب ہے۔

کہیں چاند ، سورج ، تارے بھی آدمی کو سجدہ کرتے ہیں اور پھر چھوٹے لڑکے کو سجدہ کرنا کیا معنیٰ؟

دوڑے ہوئے اپنے باپ کے پاس گئے۔ کہا اباجان ! آج تو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔

میں نے دیکھا کہ گیارہ تارے اور چاند سورج مجھے سجدہ کرتے ہیں ، ابا جان اس کا کیا مطلب ہے؟

حضرت یعقوب علیہ السلام خواب کی تعبیر سمجھ گئے، بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے : ''یوسف مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب تم کو کوئی مرتبہ حاصل ہوگا۔

تمہارا یہ خواب علم و نبوت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے دادا ابراہیم علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام پر بڑے بڑے انعامات کئے ہیں ، مجھے امید ہے کہ ویسے ہی تم پر اور میری تمام اولاد پر بھی وہ انعام کرے گا۔

مگر دیکھو اس خواب کو اپنے بھائیوں سے ہرگز نہ کہنا ، ورنہ تمہارے حق میں بہت بُرا ہوگا ، وہ

تمہارے دشمن ہو جائیں گے اور تم سے جلنے لگیں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام بڑے بوڑھے تھے، لوگوں کی طبیعتوں کو خوب پہنچانتے تھے، سمجھتے تھے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔

جانتے تھے کہ شیطان کس طرح لوگوں کے دلوں میں بُرے بُرے خیالات پیدا کرتا ہے اور کس طرح بہلا بہلا کر اور دھوکہ دے کر لوگوں سے شیطانی حرکتیں کرواتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کی تجویز

حضرت یوسف علیہ السلام بچے تھے، ان کو کیا خبر کہ کون ہمارا دوست ہے اور کون دشمن ہے، باپ کے منع کرنے کے باوجود بھی اپنا خواب بھائیوں سے بیان کر دیا۔

بھائیوں نے جب اس خواب کو سنا تو ان کو اور

بھی غصہ آیا ، حسد کی چنگاری جو دبی ہوئی تھی وہ بھڑک اٹھی ، اب وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل کی فکر کرنے لگے اور پختہ ارادہ کرلیا کہ ان کو ختم ہی کر کے سکون لیں گے۔

سب بھائی ایک جگہ جمع ہو کر آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ ہم کو کیا کرنا چاہیئے ؟

ایک نے کہا : یا تو یوسف کو قتل کر دو یا کسی ایسی جگہ جو یہاں سے بہت دور ہو پھینک دو ، پھر تو خواہ مخواہ ابا جان ہم کو چاہیں گے ، اس لئے کہ اس وقت لے دے کر ہم ہی لوگ رہ جائیں گے۔

دوسرے نے کہا ، جان سے نہ مارو ، کسی کنویں میں ڈال دو ، کسی آتے جاتے مسافر کی نظر پڑ جائے گی تو نکال لے گا ، یہ بات سب کو پسند آئی اور سب نے اس کو منظور کرلیا۔

باپ بیٹوں کی گفتگو

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف سے بڑا خطرہ تھا ، ہر وقت ڈرتے رہتے تھے ، آنے والی مصیبت کا اثر ان پر پہلے سے تھا۔

سمجھتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے ، ان کے دلوں میں یوسف علیہ السلام کی ذرّہ برابر محبت نہیں ہے۔

اسی ڈر سے کبھی حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ تنہا نہیں جانے دیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام گھر پر اپنے بھائی بنیامین کے ساتھ کھیلا کرتے۔

بھائی اس کو خوب جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام باہر نہیں نکلنے پاتے ، حضرت یعقوب علیہ السلام

ان کو ذرا سی دیر بھی الگ کرنا نہیں چاہتے ، مگر وہ پھر بھی ہمت نہ ہارے۔

جب یہ رائے قرار پاگئی تو سب مل کر باپ کے پاس آئے اور کہنے لگے : ''ابا جان ! آپ یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ کیوں نہیں بھیجتے ، کیا آپ ہم سے ڈرتے ہیں یا آپ کو ہم پر اعتبار نہیں۔

ابا جان ! یوسف علیہ السلام تو ہمارا چھوٹا بھائی اور بہت ہی پیارا بھائی ہے ، پھر ہم سب ایک ہی باپ کی اولاد ہیں ، تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے ساتھ کہیں جانے آنے نہیں دیتے۔

ابا جان دنیا کا قاعدہ ہے کہ سب بھائی ایک ساتھ رہتے سہتے اور کھیلتے کودتے ہیں ، ہم کیوں نہ ساتھ رہیں اور کیوں نہ ساتھ کھیلیں ؟

آپ کل یوسف علیہ السلام کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے ، ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ یوسف علیہ السلام

بھی ہمارے ساتھ کھیل میں شریک ہوں ، وہ وہاں کھائیں گے ، کھیلیں گے تو ہمارا جی خوش ہوگا اور ہم ان کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔"

حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کی ذرا سی دیر کی جدائی بھی گوارا نہ کرتے تھے اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کو ان بھائیوں کے ساتھ بھیجنا نہیں چاہتے تھے۔ طرح طرح کے خطرے ان کے دل میں پیدا ہوتے تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا : "مجھے ڈر ہے کہ تم کسی کام میں مشغول ہو کر غافل ہوجاؤ اور اس کو بھیڑیا کھالے۔"

بیٹوں نے کہا : "بھلا ابا جان ! ہمارے ہوتے یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کیسے کھالے گا ، بڑے اندھیر اور بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری موجودگی میں بھیڑیا یوسف علیہ السلام کو کھالے ، پھر ہم جوان،

مضبوط آدمی کس دن کے لئے ہیں اور بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم جوان بھائیوں کے سامنے بھیڑیا ہمارے بھائی کو کھالے۔''

ہونے والی بات ہو کے رہتی ہے۔ آخر حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت یوسف علیہ السلام جنگل میں

جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دے دی تو سب بھائی بہت خوش ہوئے اور سمجھ گئے کہ کام بن گیا۔ دوسرے دن ان کو جنگل لے گئے اور اسی بیابان جنگل کے ایک کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ اتار کر ان کو کنویں میں ڈال دیا، نہ ان کو اس چھوٹے سے خوبصورت بھائی پر ترس آیا اور نہ اپنے باپ کے بڑھاپے پر رحم۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی جیسی چھوٹی عمر ، ویسا ان کا چھوٹا دل ، بیابان جنگل ، گہرا اندھیرا کنواں اور یوسف تن تنہا ، جتنی بھی وحشت ہوتی کم تھی ، جتنا بھی ڈرتے اور گھبراتے تھوڑا تھا۔

مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ بے بسوں اور بے کسوں کا مددگار رہا ، اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے دل کو سنبھالا ، تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہیں رنجیدہ نہ ہو ، ہم تمہاری مدد کریں گے۔

خوشخبری دی کہ عنقریب ہم تم کو بڑے مرتبے والا بنائیں گے۔

جب بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دیا اور اطمینان ہوگیا تو کہنے لگے : ''چلو ایک بلا تو ٹل گئی ، مگر اب یہ بتاؤ کہ اباجان سے کیا بہانہ کریں۔

کون سی ایسی بات کہیں جو ان کو یقین آجائے۔''

ایک بھائی نے کہا: ابا جان تو کہہ ہی رہے تھے کہ مجھے بھیڑیئے سے ڈر ہے، بس یہی بہانہ کافی ہے۔ کہنا کہ آپ نے سچ کہا تھا۔ بزرگوں کی بات صحیح ہوتی ہے، ہم دوڑ میں لگ گئے۔ ان کو سامان کے پاس بٹھا دیا تھا، بھیڑیئے نے آکر کھالیا۔

دوسرے نے کہا: اچھا یہ تو ہوجائے گا مگر دلیل بھی تو ہونی چاہئے۔

ایک بولے: لیجئے ہم اس کی بھی ترکیب کرتے ہیں۔

ایک مینڈھا لے کر اس کو ذبح کیا اور اس کے خون میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض رنگ لی اور کہا: یہ نشانی ہے۔ اس پر سب بہت خوش ہوئے اور کہا، اب تو ابا جان کو بالکل یقین ہوجائے گا۔

جھوٹے جھوٹے بہانے

رات کو روتے اور واویلا مچاتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا:

''ابا جان! ہم یوسف علیہ السلام کو سامان کے پاس بٹھا کر دوڑ میں مشغول ہوگئے تھے، ہمیں یہ نہیں معلوم تھا کہ بھیڑیا آجائے گا۔ ہم اپنی دوڑ سے پلٹے بھی نہ تھے کہ کمبخت بھیڑیا آگیا اور ہمارے بھائی یوسف علیہ السلام کو کھا گیا۔''

اور وہی خون کی لتھڑی ہوئی قمیض باپ کے آگے کر دی اور کہا: ''اگر آپ کو یقین نہ آئے تو یہ کرتہ یوسف کا ہے دیکھ لیجئے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نبی تھے، بڑے بوڑھے بھی تھے، اپنی اولاد سے زیادہ سمجھ رکھتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھتے تھے کہ بھیڑیا

جب آدمی پر حملہ کرتا ہے اور اس کو کھانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو زخمی کر دیتا ہے اور قمیض ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔

یوسف کی قمیض خون میں لتھڑی تو ضرور ہے مگر پھٹی کہیں سے نہیں ، بالکل سلامت ہے۔ سمجھ گئے کہ یہ جھوٹا خون ہے اور بھیڑیئے کا قصہ فرضی قصہ ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے گڑھ کے بیان کیا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے کہا۔ یہ قصہ تم نے گڑھ کے بیان کیا ہے ، اس کی اصلیت کچھ نہیں ، صبر بہتر ہے ، مجھے صبر کرنا چاہئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام ، حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بہت غمگین ہوئے اور ان کے دل کا کام ہوگیا ، اور ہونا بھی چاہئے۔

جس کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ، جس کو ایک منٹ کے لئے اپنی آنکھ سے اوجھل نہ ہونے

دیتے تھے ، جس کی ایک منٹ کی جدائی گوارا نہ کرسکتے تھے وہ ایسے جدا ہوئے کہ اب خدا ہی ملائے گا تو ملیں گے۔

مگر انہوں نے صبر سے کام لیا اور بہت صبر کیا۔ اللہ کے نیک بندے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ مصیبت پر صبر کریں اور نعمت پر شکر۔

کنویں میں

بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال کر چل دیئے۔ گھر میں آرام سے کھایا پیا ، اور آرام سے بستروں پر سوگئے ، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام بے چارے کنویں میں پڑے تھے ، نہ کھانا نہ پانی ، نہ تکیہ نہ بستر۔

بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھلا دیا مگر حضرت یوسف علیہ السلام کسی کو نہ بھولے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام گھر میں ان کو یاد کرتے تھے ، اور ان کی جدائی سے بے چین تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام باپ کو کنویں میں یاد کرتے تھے اور بے تاب تھے ، کنواں گہرا اندھیرا اور بہت وحشت ناک جنگل میں تھا ، اس کنویں میں اتنا اندھیرا تھا کہ دن کو بھی اس میں رات معلوم ہوتی تھی۔

مصر کے بازار میں

خدا کا کرنا مسافروں کی ایک جماعت اس جنگل میں پہنچی ، راستہ میں جب ان کو پیاس لگی تو انہوں نے جنگل میں کنواں تلاش کیا ، تلاش کرتے کرتے یہ کنواں دکھائی پڑا ، ایک آدمی کو انہوں نے بھیجا کہ کنویں سے پانی لائے۔

جب وہ آدمی آیا اور کنویں میں ڈول ڈال کر کھینچا تو وہ بہت بھاری تھا۔

اس آدمی نے بہ مشکل تمام اسے کھینچ کر نکالا ، دیکھا کہ اس میں ایک چاند سا لڑکا بیٹھا ہے ، اس نے گھبرا کر قافلہ والوں کو آواز دی۔

قافلہ والو ! خوشخبری سنو ، مبارک ہو تمہیں ایک لڑکا ملا ہے۔

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر قافلہ کی طرف گیا۔ قافلہ والے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ان کو اپنے سامان میں چھپالیا۔

جب قافلہ مصر پہنچا تو مصر کے بازار میں کھڑے ہو کر صدا لگائی ، اس لڑکے کو کون خریدتا ہے ، اس لڑکے کا کوئی خریدار ہے ؟

عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو چند روپیوں میں خرید لیا۔

سوداگروں نے یوسف علیہ السلام کو ایسی نایاب

دولت کے چند روپے لے کر عزیز مصر کے حوالہ کر دیا۔

عزیز مصر حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے محل لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا: ''یہ بہت ہونہار لڑکا معلوم ہوتا ہے، اس کو بہت عزت کے ساتھ رکھو، اور آرام پہنچاؤ، ممکن ہے کہ اس سے فائدہ پہنچے، اور شاید ہم اس کو بیٹا ہی بنائیں۔''

حضرت یوسف علیہ السلام کی وفاداری

جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی عمر کو پہنچے تو ان کی خوبصورتی کو چار چاند لگ گئے۔

جو دیکھتا تھا وہ ان کے حسن و جمال سے متحیر ہو جاتا تھا۔

عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بہت بہکایا۔

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام اللہ کے نیک بندے تھے وہ کب کسی کے بہکانے میں آسکتے تھے ، کہا کہ خدا کی پناہ ! میں ہرگز اپنے آقا کی خیانت نہیں کرسکتا۔

اس نے مجھے اچھا ٹھکانہ دیا ، میری عزت کی ، میرے آرام و راحت کا خیال رکھا ، پھر میں اس سے بے وفائی کروں ، معاذ اللہ ! وہ مجھے آرام پہنچائیں ، میں ان کو تکلیف دوں ، یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

ایسے بے وفا نمک حرام پھلتے پھولتے نہیں ، یہ کہہ کر دروازے کی طرف بھاگے ، عزیز مصر کی بیوی ان کو پکڑنے کے لئے پیچھے دوڑی اور پچھلا دامن پکڑ کر کھینچا تو حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتہ پھٹ گیا، مگر وہ دروازے تک پہنچ گئے۔

دروازے سے جو پہنچے تو عزیز مصر کو کھڑا دیکھا۔
بیوی نے جو اپنے شوہر کو دیکھا تو بہت گھبرائی کہ

ایسا نہ ہو کہ ان کو خبر ہوگئی ہو یا یوسف علیہ السلام میری شکایت کر دیں۔

جھٹ اپنا گناہ ، بے گناہ یوسف علیہ السلام پر تھوپ دیا اور چالاکی سے سزا بھی تجویز کر دی۔

کہا : ”یہ غلام بہت بُرا ہے ، میں سچ کہتی ہوں ، بہت بے وفا ہے۔

ایسے بے وفاؤں کی سوائے جیل کے کیا سزا ہوسکتی ہے۔“

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا : ”میری غلطی نہیں ہے ، میں بالکل بے گناہ ہوں۔“

عزیز کی بیوی کہتی تھی : ”میں بے گناہ ہوں ، اصل خطا یوسف علیہ السلام کی ہے۔“

عزیز کی بیوی کے کسی فرد نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر یوسف کا اگلا دامن پھٹا ہے تو یوسف جھوٹا ہے اور عزیز کی بیوی سچی ہے۔ اگر یوسف کا پچھلا دامن پھٹا

ہے تو یوسف سچے ہیں اور عزیز کی بیوی جھوٹی ہے۔

جب دیکھا گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کا پچھلا دامن پھٹ نکلا۔

عزیز سمجھ گیا کہ یہ تمام خطا اس کی بیوی کی ہے، وہ جھوٹی ہے، جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بَری کرنا چاہتی ہے۔ یوسف علیہ السلام نیک ہیں، امانتدار ہیں، سچے ہیں۔

اپنی بیوی سے کہا: ''تو جھوٹ بولتی ہے، ہم کو دھوکہ دیتی ہے، ساری خطا تیری ہے، یوسف علیہ السلام ایسے نہیں ہیں۔''

شدہ شدہ یہ خبر تمام مصر میں پھیل گئی کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام یوسف سے محبت کرتی ہے۔

تمام عورتوں نے عزیز کی بیوی کو ملامت کرنا شروع کر دیا۔

عزیز لی بیوی کو جب معلوم ہوا کہ مصر کی تمام

عورتیں مجھے بُرا بھلا کہتی ہیں تو اس نے ایک دھوم دھام کی دعوت کی اور اس میں مصر کی تمام عورتوں کو مدعو کیا، سہارے کے لئے تکیے رکھ دیئے اور ایک ایک پھل ایک ایک چھری کاٹنے کے لئے سب عورتوں کو پکڑا دی، جب عورتیں پھل کاٹ کاٹ کر کھانے لگیں تو عزیز کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا: ”ذرا دیر کے لئے باہر نکل آؤ۔ جب وہ نکلے تو عورتیں ان کی طرف ایسی محو ہوئیں کہ بجائے پھل کاٹنے کے اپنے اپنے ہاتھوں کو کاٹ ڈالے اور کہا: ”قسم خدا کی یہ آدمی نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔“

عزیز کی بیوی نے کہا: ”جس کے بارے میں تم لوگ مجھے ملامت کرتی تھیں یہ وہی ہے، اگر یہ میری بات نہ مانے گا تو میں اس کو سخت سزا دوں گی۔“

قید خانے میں

عزیز کی بیوی کا غصہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا :

''اگر تم میری بات نہ مانو گے تو میں تم کو قید خانہ کی ہوا کھلاؤں گی۔''

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا : ''تمہاری بات ہرگز نہ مانوں گا ، چاہے قید ہوجاؤں ، اس بات سے قید ہونا بہتر ہے۔''

چند دنوں بعد عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ بھیج دیا۔

عزیز سمجھتا تھا کہ یوسف علیہ السلام کی خطا نہیں ہے مگر مصلحت سمجھ کر قید کرا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب قید خانہ میں آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور بھی قید ہوئے۔

ان کی خوش اخلاقی ، رحم دلی اور نیک مزاجی سے سارے قید خانہ والے ان کے گرویدہ ہوگئے۔

جو بات حضرت یوسف علیہ السلام سے سنتے تھے اس کو مان لیتے تھے ، ان کی عزت و قدر کرتے ، ان کو اللہ والا اور بہت بڑا عالم مانتے تھے۔

ایک دن ان دونوں قیدیوں نے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں آئے تھے ، اپنے اپنے خواب حضرت یوسف علیہ السلام سے بیان کئے۔

ایک نے کہا : ''میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔''

دوسرے نے کہا : ''میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹی کا ایک خوان ہے اور چڑیاں اس میں سے کھا رہی ہیں۔'' بتایئے اس کی تعبیر کیا ہے ؟

قید خانے میں تبلیغ

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑا علم اور بہت اچھی سمجھ عطا فرمائی، نبوت سے سرفراز فرمایا۔ علم و حکمت سے مالا مال کیا، خواب کی تعبیر دینے میں بھی ملکہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے، وہی بت پرستی جو ہر جاہل قوم میں ہوتی چلی آئی ہے اور پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں مٹائی ہے اور اگر نہ مٹی تو اللہ تعالیٰ نے اُن بت پرستوں کو مٹا دیا۔ وہی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھی زوروں پر تھی، ایک ایک کے پاس کئی کئی بُت تھے، اُن کے نام الگ الگ رکھ چھوڑے تھے۔

ایک کو خشکی کا دیوتا کہتے تھے، دوسرے کو سمندر

کا، کوئی ان کے نزدیک رزق کا دیوتا تھا ، تو کوئی بارش کا ، سمجھتے تھے کہ ایک کی حکومت خشکی پر ہے دوسرے کا راج سمندر پر ہے ، ایک روزی دیتا ہے تو ایک کے حکم سے بارش ہوتی ہے۔

آج بھی بہت سے بے وقوف ایسے ہی سمجھتے ہیں۔ کہتے تھے کہ خشکی پر رہنا ہے تو خشکی کے دیوتا کو راضی کیجئے ، سمندر پر سفر کرنا ہے تو تری کے دیوتا سے اجازت لیجئے ، روزی حاصل کرنا ہے تو روزی کے دیوتا کی خوشامد کیجئے ، پانی کی خواہش ہے تو بارش کے دیوتا سے فریاد کیجئے۔ غرض ہر ایک کارخانہ جُدا جُدا ہے ، ہر جگہ الگ عرضی دیجئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام ان کی حماقتوں پر تعجب کرتے تھے اور ان کی بے عقلی پر ہنستے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کہتے تھے کہ زمین ، آسمان ، خشکی ، تری سب جگہ اللہ ہی کی بادشاہت

ہے، سیاہ سفید کا مالک وہی ہے، ہر چیز کی کنجی ہر کام کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔

اب حضرت یوسف علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ قید خانے میں تبلیغ کریں۔

لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، بُتوں کی عبادت سے روکیں، ان کو سمجھائیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو، اسی کے آگے سر جھکاؤ، اسی سے اپنی مرادیں مانگو، سب کاموں کا اختیار اسی کو ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بھی حکم تھا کہ قید خانے والوں کو نصیحت کی جائے، ان کو اللہ کی طرف بلایا جائے، ان کے دلوں میں اسلام کی رغبت پیدا کی جائے۔

اور کیوں نہ ان کو اللہ کی طرف بلایا جائے۔

کیا وہ اللہ کے بندے نہیں ہیں؟

کیا وہ اللہ کا دیا ہوا رزق نہیں کھاتے؟

کیا وہ آدم علیہ السلام کی اولاد نہیں ہیں؟

کیا قید خانے والے نصیحت کے لائق نہیں ؟

کیا قید خانے والے اس قابل نہیں کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے ، ان کو سمجھایا جائے اور ان کو بڑے دن کے عذاب سے ڈرایا جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصمم ارادہ کرلیا کہ ان کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کریں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا جسم قید تھا ، مگر دل آزاد تھا ، دل کو کون قید کرسکتا ہے ، دل کسی کے اختیار میں نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں بھی یہی ارادہ رکھتے تھے کہ اللہ کی بادشاہی کا اعلان کریں۔

انبیاء علیہم السلام کا یہی قاعدہ ہے کہ وہ ہر جگہ حق کو ظاہر کرتے ہیں ، وہ حق بات کہنے سے کبھی نہیں چوکتے۔

ان کی سخاوت کا دریا ہر جگہ جاری رہتا ہے۔ اس

کو ہزار قید کرو وہ آزاد رہتا ہے ، نیکی کی بات پہنچاتے ہیں ، بُرائی سے روکنے میں کوئی بڑی سے بڑی قوت ان کے راستہ میں حائل نہیں ہوتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دانائی

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ یہ خواب دیکھنے والے میرے پاس اپنی ضرورت سے آئے ہیں۔

ہر ضرورت مند ضرورت کے وقت ادب کے ساتھ بات سنتا اور مانتا ہے ، اب ان کے لئے اس وقت سے بہتر کوئی موقع نہیں ، میں اس وقت جو کچھ بھی کہوں گا ، یہ دونوں بھی سنیں گے اور قید خانے والے بھی۔

کان اور دل کے دروازے ہر وقت اور بار بار نہیں کھلتے ، اس وقت ضرورت سے کھلے ہیں ، اسی

راستہ اللہ کی بات ان کے دل میں اتار دوں۔

لیکن حضرت یوسف علیہ السلام نے جلدی نہیں کی۔ ان دونوں خواب دیکھنے والوں سے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے تعبیر کا علم سکھایا ہے ، تم لوگ اطمینان رکھو ، تم دونوں کا کھانا نہ آچکے گا کہ تمہارے خوابوں کی تعبیر دوں گا۔

وہ دونوں یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور مطمئن ہوگئے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام نے موقع اور وقت کو غنیمت جان کر تبلیغ شروع کردی۔

توحید کی تبلیغ

حضرت یوسف علیہ السلام نے ان ہی دونوں خواب دیکھنے والوں کو مخاطب کر کے کہا :

میرے پروردگار نے مجھ کو علم عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنا علم نہیں دیتا۔

اور مشرک کو تو علم سے بالکل محروم رکھتا ہے۔

تم دونوں جانتے ہو کہ میرے رب نے مجھ کو کیوں علم سکھایا ہے۔

اس لئے کہ میں نے ان مشرکوں کے طور طریق چھوڑ دیئے ہیں اور ان کا راستہ ترک کر دیا ہے جو خدا کو پورے طور پر نہیں مانتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں۔

میں الحمدللہ اپنے باپ دادا ابراہیم ، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کے مذہب پر ہوں۔

ہم کو یہ زیبا نہیں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر دوسرے کی پوجا کریں ، دوسروں کو اپنا معبود بنائیں اور اس کی پرستش کریں ، اس کے آگے سر جھکائیں یا اس سے اپنی مرادیں مانگیں۔

اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ توحید صرف ہمارے لئے نہیں ، توحید کی نعمت اللہ کے تمام بندوں کے لئے

ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بھی فضل ہے اور لوگوں پر بھی ہے لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

تم لوگ کہتے ہو کہ ایک خشکی کا دیوتا ہے، ایک سمندر کا، ایک رزق کا ہے اور ایک بارش کا۔

ہم کہتے ہیں کہ صرف اللہ تمام جہانوں کا رب ہے اور تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

بتاؤ جدا جدا معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ زبردست قدرت والا۔

ہمیں بتاؤ کہ خشکی کا رب کہاں ہے؟ سمندر کا رب کہاں ہے؟ اور بارش کا رب کہاں ہے؟

مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی یا آ مان میں کون سی بات ایجاد کی۔

آسمان کو دیکھو، زمین کو دیکھو، انسان کو دیکھو، حیوان کو دیکھو، جمادات کو دیکھو، نباتات کو دیکھو، یہ

کس نے پیدا کیا ؟ یہ اللہ نے پیدا کیا۔

اب ذرا مجھے دکھاؤ کہ ان بتوں نے کیا پیدا کیا ؟ کیسا خشکی کا رب ، کیسا سمندر کا رب ، کیسا رزق کا رب اور کیسا بارش کا رب۔

یہ سب نام تم نے اور تمہارے باپ دادا نے گڑھ لئے ہیں ، ان کی کوئی اصلیت نہیں۔

اللہ ہی کے یہ سب کام ہیں ، اسی کی سب جگہ بادشاہت ہے ، زمین اللہ کی ، آسمان اللہ کا اور سب کام اللہ کے ہیں۔

اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ، اس کے سوا کسی کے آگے سر نہ جھکاؤ ، اس کے سوا کسی سے مرادیں نہ مانگو ، دیکھو یہی دین ٹھیک ہے ، لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

خواب کی تعبیر

جب حضرت یوسف علیہ السلام نصیحت کر چکے تو ان دونوں سے کہا کہ اب اپنے اپنے خواب کی تعبیر سنو۔

جس نے دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں وہ ساقی ہوگا اور اپنے آقا کو شراب پلائے گا۔

اور جس نے دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹی کا خوان ہے اور چڑیاں اس میں سے کھا رہی ہیں، اس کو سولی دی جائے گی اور اس کے مغز کو چڑیاں کھائیں گی۔

ساقی سے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ جب تم اپنے آقا کے پاس پہنچنا تو میرا بھی تذکرہ کرنا، مجھے بھولنا مت، بادشاہ کے حکم سے دونوں جیل سے نکلے، ساقی کو تو بادشاہ نے اپنے پاس بلالیا اور

دوسرے کو سولی کا حکم دیا۔

ساقی بادشاہ کے پاس پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کو بھول گیا، کوئی تذکرہ نہ کیا، حضرت یوسف علیہ السلام اس کے بعد کئی سال قید خانے میں رہے۔

بادشاہ کا خواب

بادشاہ مصر نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں ہیں، اور دبلی گائیں موٹی کو کھا رہی ہیں۔

سات بالیاں سبز ہیں اور سات خشک ہیں، خشک تر پر غالب ہیں۔

بادشاہ نے جب یہ خواب دیکھا تو بہت گھبرایا، اور فوراً نجومیوں کو بلا کر اس کی تعبیر پوچھی۔

نہ جاننے والوں کا قاعدہ ہے کہ یہ تو کہتے نہیں کہ ہم نہیں جانتے، الٹا اس چیز میں خرابی نکال دیتے

ہیں۔

لوگوں نے کہا: یہ کچھ نہیں ہے، اکثر نیند میں ایسی باتیں دکھائی دیتی ہیں، جن کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی، یہ خواب نہیں خیال ہے۔

ساقی نے جب خواب سنا تو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آگئے۔ بادشاہ سے کہا کہ میں آپ کو اس خواب کی تعبیر ابھی بتاتا ہوں۔ پھر وہ دوڑتا ہوا قید خانے گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے خواب کی تعبیر پوچھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام بے حد رحم دل اور بہت خوش اخلاق تھے، اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنے والے، اللہ کی مخلوق کے کام آنے والے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی کے پوچھنے سے خواب کی تعبیر بتا دی۔ ان کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ یہ ہمارے کہنے کے باوجود بھی ہم کو بھول گیا،

ہمارا کوئی تذکرہ نہ کیا، آج کام پڑا تو ہم یاد آگئے، ہم بھی اس کو نہ بتائیں۔

مگر وہ اللہ کے نبی اور اس کے نیک بندے تھے، وہ ایسا خیال کہاں سے لاسکتے تھے، وہ بُرائی کے بدلے بھلائی کرنے والے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بھی بتائی اور تدبیر بھی۔ پیغمبروں کا فیض ایسا ہی ہوتا ہے، مانگی چیز کے ساتھ بے مانگی بھی دیتے ہیں۔

کہا: سات سال بعد قحط پڑے گا اور سات سال رہے گا۔

تم لوگ اس سات سال میں جتنا غلہ پیدا کرو، اس میں سے کھانے بھر کا نکال لو، باقی بالیوں میں رہنے دو، جب قحط کا زمانہ آئے تو اس کو کھانا۔

یہ قحط سات برس رہے گا، اس کے بعد اللہ مدد کرے گا، لوگ فارغ البال اور خوش حال ہوجائیں

گے۔

ساقی خواب کی تعبیر اور آنے والی مصیبت کی تدبیر سن کر بادشاہ کے پاس گیا اور اس سے خواب کی تعبیر بتائی۔

جب بادشاہ نے سنا تو بہت خوش ہوا اور کہا یہ کون شخص ہے؟ یہ تو بڑا اللہ والا، اللہ کے بندوں کا بڑا خیر خواہ معلوم ہوتا ہے۔

ساقی نے کہا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ اتنے سچے ہیں کہ جو کہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ بادشاہ سلامت یہ وہی ہیں جنہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم عنقریب بادشاہ کو شراب پلاؤ گے، سو وہی ہوا۔

بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ ایک آدمی کو حضرت یوسف علیہ السلام کو بلانے کے لئے بھیجا اور کہا ان کو لے آؤ، میں ان کو اپنا مشیر اور راز دار بناؤں گا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی فرمائش

آدمی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہا : آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اور آپ کو بلایا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بڑے حوصلہ اور ظرف کے تھے۔ آخر بیٹے ، پوتے کس کے تھے ؟ ان پیغمبروں کے جو کبھی سلطنتوں کو خاطر میں نہیں لائے ، اس کے ساتھ اللہ نے ان کو عقل اور سمجھ بھی اعلیٰ درجہ کی عطا فرمائی تھی۔ ہر کام بہت سوچ سمجھ کر کرتے تھے ، کسی بات میں جلدی نہیں کرتے تھے۔

اگر قید خانہ میں ان کی جگہ کوئی اور ہوتا اور اتنے دن قید کی سختیاں برداشت کرتا ، پھر اس سے کہا جاتا کہ بادشاہ آپ کو بلاتے ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں ، تو وہ فوراً قید خانے سے نکل کر اس آدمی

کے ساتھ ہولیتا۔

مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے جلدی نہیں کی ، اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے متعلق بعض لوگوں کا کیا خیال ہے ، جانتے تھے کہ ایک قصہ مشہور ہوچکا ہے ، اب اگر قید خانے سے نکل جاؤں گا ، تو کون کس کس کا منہ بند کرے گا ، کہنے والے کہتے ہی رہیں گے کہ یوسف مجرم تھے ، بادشاہ نے ان کا قصور معاف کر دیا اور وہ جیل سے آگئے ، ان کی غیور طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ معاملہ کی صفائی کے بغیر نکل جاؤں۔

بادشاہ کے قاصد سے کہا : بادشاہ سے جاکر کہو کہ تحقیق کریں کہ ان مصر کی عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔ قاصد نے بادشاہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کا پیغام جا سنایا۔

بادشاہ نے جب یہ سنا کہ مصر کی تمام عورتوں کو

بلایا اور ان سے پوچھا کہ کیا قصہ ہے اور یہ کس کی سازش تھی ؟

جب بات کھلنے لگی اور عزیز کی بیوی سمجھ گئی کہ بھید ظاہر ہوگیا ، اب کوئی بات بنائے نہ بنے گی تو کہا: قصور میرا ہی تھا ، یوسف علیہ السلام نے کوئی خطا نہیں کی۔

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر ملی کہ میری بے گناہی ثابت ہوگئی ہے ، دنیا مجھے بے قصور مان گئی ہے ، تب وہ خوش خوش قید خانے سے نکلے اور بادشاہ کے پاس گئے۔

بادشاہ نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور بہت عزت افزائی کی۔

مصر کی حکومت

حضرت یوسف علیہ السلام جانتے تھے کہ لوگوں کو

امانت کا خیال کم ہے، سمجھتے تھے کہ خیانت بہت بڑھ گئی ہے، لوگ پرایا مال اپنا سمجھتے ہیں۔

دیکھتے تھے کہ اللہ کا عطا کیا ہوا مال کیسی بے دردی سے ضائع ہو رہا ہے اور کس لاپرواہی سے اس دولت کو برباد کر رہے ہیں، سمجھتے تھے کہ جب امراء اور سردار مال کی حفاظت نہ کریں گے تو وہ ضرور ضائع ہوگا۔

دیکھتے تھے کہ امراء اور سردار اللہ سے نہیں ڈرتے، غریب آدمی تو بھوکوں مرتے ہیں اور امیروں کے کتوں کا پیٹ بھرا جاتا ہے، مٹی چونے کے بے جان دروازوں اور دیواروں پر ریشم و اطلس کے پردے پڑے ہوتے ہیں اور مٹی کی زمین پر قالین اور غالیچے بچھتے ہیں اور بے چارے غریبوں کے بدن ڈھکنے کو چیتھڑا بھی نصیب نہیں، دولت مندوں کے جانوروں کو قِسم قِسم کے مکلّف کھانے ملیں اور غریبوں کو بعض

وقت سوکھی روٹی بھی نہیں ملتی ، جن کو اللہ نے بہت دولت عطا فرمائی ہے وہ اس دولت کو اپنی راحت اور عیش و عشرت میں برباد کرتے ہیں ، انہیں ننگوں بھوکوں کی پروا نہیں ، کوئی فاقہ سے ہو تو ان کی جوتی سے ، کوئی پیاس سے تڑپ رہا ہو تو ان کی بَلا سے ، ان کے آرام میں خلل نہ آئے ، ان کی راحت میں فرق نہ آئے ، ان کے عیش و عشرت میں خلل اندازی نہ ہو۔

جن کے پاس حکومت کے عہدے ہیں اور جو خزانوں کے نگہبان ہیں ، وہ خوب اڑاتے کھاتے ہیں، نہ انہیں خدا کا خوف ہے نہ دنیا کی شرم۔ حضرت یوسف علیہ السلام بھلا یہ کب گوارا کر سکتے تھے کہ اللہ کی دی ہوئی دولت ، اللہ کا عطا کیا ہوا مال ، اس بے دردی سے اڑایا جائے ، اس طرح برباد کیا جائے کہ غریب آدمی بھوکوں مریں اور کتے کوؤں کے پیٹ

بھرے جائیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا : آپ مجھ کو خزانہ کا نگہبان بنا دیجئے ، پھر دیکھئے میں کیا کروں گا ، میں اس کی حفاظت کروں گا اور موقع موقع سے کام میں لاؤں گا۔

بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں کا حاکم بنا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے حاکم ہونے سے لوگوں کو بڑا سکھ ملا ، لوگوں کی جان میں جان آئی۔

قحط

مصر اور شام میں حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشن گوئی کے مطابق قحط پڑا ، اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی خداداد قابلیت کے جوہر کھلے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر میں غلہ کی تقسیم

کا ایسا اچھا انتظام کیا کہ لوگوں کو قحط معلوم ہی نہ ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا فیض مصر ہی میں نہ تھا جو بھی کہیں سے آتا، مناسب دام دیتا اور کافی غلہ لے کر جاتا، اس میں مصر کا بھی بھلا تھا اور مخلوق خدا کا بھی، قحط میں لوگوں کے پاس پیسے کی کمی نہیں ہوتی، لیکن غلہ نہ ملنے کی وجہ سے لوگ روپے کے ہوتے ہوئے بھی بھوکوں مرتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا معقول بندوبست کیا، اور ان کے یہاں سے کوئی محروم نہیں گیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی سخاوت اور رحم دلی کی تعریف جگہ جگہ ہو رہی تھی، ہر شخص کی زبان پر حضرت یوسف علیہ السلام کا نام اور ان کے حسن انتظام کی تعریف تھی۔

شدہ شدہ یہ خبر تمام شہروں میں پھیل گئی، شام کے رہنے والوں نے بھی سنا کہ مصر کی حکومت ایسے

شخص کے ہاتھ میں ہے جو بڑا اللہ والا اور بڑا سخی ہے ، ننگوں کو کپڑے پہناتا ہے ، بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو جب اس کا علم ہوا تو انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مصر کے خزانہ پر جو نیا حاکم مقرر ہوا ہے ، اس کی سخاوت اور ہمت کی بہت تعریف سنی ہے ، جو اللہ کا بندہ اس کے پاس جاتا ہے وہ خوش ہو کر آتا ہے ، تم بھی روپیہ لے کر جاؤ اور غلہ خرید لاؤ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے سب بیٹوں سے جانے کو کہا ، لیکن بنیامین کو بھائیوں کے ساتھ نہیں جانے دیا۔ کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بنیامین حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھ کا تارا تھے اور بنیامین کی طرف سے بھی ان کو اطمینان نہ تھا، طرح طرح کے خیالات دل میں پیدا ہوتے تھے ،

حضرت یعقوب علیہ السلام بنیامین کو ذرا دیر کے لئے بھی علیحدہ نہ کرتے تھے۔

غرض یہ سب بھائی مصر کی طرف چلے اور ان کے دل میں اس کا تصور بھی نہ تھا کہ مصر کا حاکم کون ہے؟ وہ کیا سمجھ سکتے تھے کہ مصر کا حاکم وہی یوسف علیہ السلام ہے جس کو ہم نے کنویں میں ڈالا تھا ، وہ تو یہی سمجھ رہے تھے کہ یوسف علیہ السلام کا کنویں میں کام تمام ہوچکا ہوگا۔ اور ان کا خیال اس کی گہرائی کو دیکھتے ہوئے کچھ غلط نہ تھا ، اندھے کنویں میں کون بچ سکتا ہے اور پھر ایسا گہرا اور اندھیرا کنواں، پھر ایسے خوفناک جنگل میں۔

سوال و جواب

جب یہ سب بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہلی

نظر میں پہچان لیا، لیکن بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا، ان کو پہچاننے کا موقع ہی کیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دل میں کہا، یہ وہی بھائی ہیں جنہوں نے مجھے کنویں میں ڈالا تھا۔

یہ وہی بھائی ہیں جنہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کی، مجھے بچالیا ورنہ یہ لوگ تو اپنی دانست میں مجھے قتل کر چکے تھے۔

مگر حضرت یوسف علیہ السلام کی بُردباری اور سمجھ تھی کہ انہوں نے بھائیوں سے کوئی بات نہیں کہی، نہ ان کو ذلیل کرنا چاہا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے انجان بن کر پوچھا:

"تم کہاں سے آئے ہو؟"

بھائی: "کنعان سے۔"

حضرت یوسف: "تمہارے باپ کا کیا نام ہے؟"

بھائی: "یعقوب نام ہے، اسحٰقؑ کے بیٹے اور

ابراہیمؑ کے پوتے ہیں۔''

حضرت یوسفؑ: ''تمہارا کوئی اور بھی بھائی ہے؟''

بھائی: ''ہاں ہمارا ایک چھوٹا بھائی اور بھی ہے اس کا نام بنیامین ہے۔''

حضرت یوسفؑ: ''اس کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لائے؟''

بھائی: ''والد صاحب نے ان کو نہیں بھیجا، وہ اس کو ایک منٹ کے لئے بھی اپنے پاس سے علیحدہ کرنا نہیں چاہتے۔''

حضرت یوسفؑ: ''کیوں کیا وہ بہت چھوٹے ہیں؟''

بھائی: ''نہیں! یہ بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کا ایک بڑا بھائی تھا، اس کا نام یوسف تھا، وہ ایک مرتبہ ہمارے ساتھ جنگل میں کھیلنے گیا، ہم نے اس کو سامان کے پاس بٹھا دیا اور ہم دوڑ میں مصروف

ہوگئے ، اتنے میں بھیڑیا آیا اور اس کو کھاگیا ، اسی وجہ سے اباجان بنیامین کو کہیں آنے جانے نہیں دیتے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام اپنے دل میں بھائیوں کے اس سفید جھوٹ پر بہت ہنسے ، لیکن ان پر ظاہر ہونے نہیں دیا ، نوکروں کو حکم دیا کہ ان کے لئے کھانا لاؤ اور یہ جو کچھ روپیہ لائے ہیں اس کو ان کے سامان میں رکھ دو۔"

حضرت یوسف علیہ السلام کا بے اختیار جی چاہا کہ اپنے بھائی بنیامین کو دیکھیں مگر دل پر قابو کئے بیٹھے رہے ، بھائیوں کو کھانا کھلا کر غلہ دے کر رخصت کیا اور چلتے وقت تاکیداً کہا کہ اپنے باپ سے کہہ کر بنیامین کو ضرور لانا ، اگر نہ لاؤ گے تو غلہ وغیرہ کچھ نہ پاؤ گے۔

دوسری آزمائش

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے شہر کنعان باپ کے پاس آئے اور پورا واقعہ بیان کیا۔

کہا : ''ابا جان بادشاہ نے بنیامین کو بلایا ہے ، تاکید کی ہے کہ ضرور لانا ، اگر نہ لاؤ گے تو غلہ وغیرہ کچھ نہ پاؤ گے۔

ابا جان ! آپ ان کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے ، اگر نہ بھیجا تو ہمارا بڑا نقصان ہوگا ، پھر غلہ وغیرہ کچھ نہ پائیں گے ، ابا جان بھیج دیجئے ، ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ان کی پوری حفاظت کریں گے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا : کیا میں پھر تم پر اعتبار کرلوں اور تم کو امانتدار سمجھ لوں ، جیسے یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں سمجھا تھا۔''

کیا تم نے یوسف کو لے جاتے وقت مجھ سے

نہیں کہا تھا کہ ہم ان کی حفاظت کریں گے ، کیا تم یوسف کا قصہ بھول گئے ہو۔
میں کیسے مان لوں کہ تم حفاظت کرو گے ، کچھ تم نے یوسف کی حفاظت کی ہے ، کچھ بنیامین کی حفاظت کرو گے۔ اللہ بہتر حافظ ہے ، وہ بڑا رحیم اور بہت مہربان ہے۔''
جب بیٹوں نے اپنا سامان کھولا تو روپیہ جتنا لے گئے تھے ، سب کا سب رکھا تھا۔
کہا : ''ابا جان ! بادشاہ مصر بڑا سخی ہے۔ جیسا سنا تھا ، اس سے زیادہ پایا ، دیکھئے غلہ دے دیا اور قیمت نہیں لی ، اگر آپ ہمارے ساتھ بنیامین کو بھیج دیں گے تو امید ہے کہ ہم لوگوں کو زیادہ نفع ہو۔''
حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا : ''میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ بھیجوں گا ، جب تک کہ تم اللہ کا نام لے کر عہد نہ کرو ، عہد کرو کہ ہم ان کو لائیں

گے ، یہ دوسری بات ہے کہ کوئی ایسی مصیبت پیش آجائے کہ تم بالکل مجبور ہوجاؤ اور تمہارے بنائے کچھ نہ بنے۔"

انہوں نے عہد کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ جو کچھ ہم عہد کر رہے ہیں اس پر اللہ گواہ ہے۔

جب پورا عہد لے لیا تو بیٹوں سے کہا جاؤ اور بنیامین کو بھی لے جاؤ ، مگر دیکھو ایک دروازے سے سب نہ داخل ہونا ، الگ الگ دروازوں سے جانا۔

جب یہ لوگ مصر پہنچے تو باپ کے ارشاد کے مطابق الگ الگ دروازوں سے ہوتے ہوئے حضرت یوسفؑ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔

حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ، اپنے پاس بٹھالیا ، اور چپکے سے کہا کہ میں تمہارا بچھڑا ہوا بھائی یوسف ہوں۔

بنیامین یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

خوشی کی بات ہی ہے ، اس خوشی کو کوئی زمانے کے بچھڑے ہوؤں سے پوچھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام ایک زمانہ کے بعد بھائی سے ملے تھے ، بہت کچھ باتیں کر ڈالیں ، ماں باپ کی خیریت دریافت کی ، دیر تک لڑکپن کا ذکر کرتے رہے۔

اب حضرت یوسف علیہ السلام نے چاہا کہ کسی ترکیب سے بھائی کو روک لیں۔

مگر یہ کیسے ہوتا ، بنیامین کو دوسرے دن کنعان جانا تھا۔

بھائی عہد کر کے آئے تھے کہ ہم ان کو ساتھ لے کر آئیں گے ، اب وہ چھوڑ کر کیوں جانے لگے۔

یہ بھی ممکن نہ تھا کہ بغیر کسی سبب ، کسی جرم کے بنیامین کو روک لیتے۔

یہ بھی خیال تھا کہ اگر میں نے بنیامین کو بغیر کسی سبب کے روک لیا تو لوگ اپنے دل میں کیا کہیں گے، یہی کہیں گے کہ بادشاہ نے ایک کنعانی کو بغیر کسی جرم کے قید کرلیا، بڑا ظلم کیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام عقلمند بہت تھے، ہر کام خوب سوچ سمجھ کر کرتے تھے۔

بہت غور و فکر کے بعد ایک تدبیر نکالی۔

جب بھائیوں کو غلہ دلوادیا تو اپنے پانی پینے کا قیمتی پیالہ بنیامین کے غلہ میں چپکے سے رکھوا دیا، یہ لوگ سامان لے کر جب کچھ دور نکل گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا، اس قافلہ کو آواز دو، میرا پیالہ چوری ہوگیا ہے، مجھے ان پر شبہ ہے۔

ایک شخص نے آواز دی کہ اے قافلہ والو پلٹو، تم پر چوری کا شبہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی حیرت میں

آ کے پلٹے ، ان کو بہت برا معلوم ہوا ، کہنے لگے ، آپ کی کیا چیز کھو گئی ہے ؟

اس نے کہا : ''بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ چوری ہوگیا ہے ، جو اس کو لے آئے گا ، اس کو ایک اونٹ غلہ سے بھرا ہوا انعام میں ملے گا۔

بھائیوں نے کہا : معاذ اللہ ، استغفر اللہ ! ہم تمہارے ملک میں نہ چوری کرنے آئے نہ فساد کرنے، اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم نہ فسادی ہیں نہ چور ہیں۔

اس آدمی نے کہا : اگر پیالہ تمہارے سامان میں نکل آیا تو تمہاری کیا سزا ہے ؟

انہوں نے کہا : جس کے سامان میں نکل آئے اس کو بادشاہ اپنا غلام بنالے۔ (کنعان کا قانون یہی تھا) اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ تدبیر کی ، بس پھر کیا تھا ، تلاشی شروع ہوگئی۔

سب سے پہلے ان بھائیوں کے سامان کھولے اور دیکھا مگر پیالہ نہ ملا ، بعد میں بنیامین کا سامان کھولا ، اور تلاش کیا تو پیالہ نکل آیا۔

اب تو بھائی بہت نادم ہوئے ، مگر اب کیا کریں اور کیا بولیں ، ندامت چھپاتے ہوئے اور اپنے آپ کو بری کرتے ہوئے بولے : ''تعجب کی بات نہیں ، یوسف ہی کا تو بھائی ہے ، یوسف نے چوری کی تھی ، یہ کیوں نہ کرتے۔''

حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ بات سن کر غصہ تو بہت آیا مگر ضبط سے کام لیا اور خاموش رہے۔

بھائی سمجھے کہ ان طعن و تشنیع کی باتوں سے کچھ کام نہ چلے گا ، نرمی سے کام لینا چاہئے۔

کہنے لگے : ''اے بادشاہ بنیامین کے باپ بہت بوڑھے ہیں ، ہمارا خیال ہے کہ وہ اس صدمہ کو برداشت نہ کرسکیں گے ، پہلے ہی سے وہ یوسف علیہ

السلام کے صدمہ سے نڈھال ہو رہے ہیں ، اب تو شاید ان کی زندگی ہی ختم ہوجائے۔

اے بادشاہ ! آپ تو بہت رحم دل اور خلق مجسم ہیں ، براہ مہربانی ان کو جانے دیجئے ، ان کے بوڑھے باپ پر رحم کیجئے ، ہم میں سے جس کو چاہئے ، ان کے بدلے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا : "یہ تو بڑا ظلم ہے کہ مجرم کو چھوڑ دوں ، بے گناہ کو قید کرلوں ، پیالہ نکلے ان کے پاس سے گرفتار تم کو کروں ، کرے کوئی بھگتے کوئی ، خوب بات کہی ، یہ میں نہیں کرسکتا۔"

اس تدبیر سے دونوں بھائیوں کو ایک جگہ رہنے کا موقع ملا۔ دونوں بہت خوش ہوئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام زمانے کے بعد اپنے بھائی سے ملے تھے۔ اللہ نے موقع دیا تو کیوں نہ ایسا کرتے۔

ناامیدی

بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ جواب سن کر بالکل ناامید ہوگئے۔ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ کہنے لگے بتاؤ بنیامین کو لئے بغیر کس طرح جائیں اور ابا جان سے کیا کہیں ، ہم تو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے ، ایک مرتبہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہمارے ہاتھوں ان کو صدمہ پہنچ چکا ہے ، اتنی بڑی غلطی ہم سے ہوچکی ہے ، اب بنیامین کے بارے میں بھی ان کو دکھ پہنچائیں ، کہو کیا کریں ؟ کس منہ سے جائیں اور کیا کہیں ؟

بڑے بھائی نے کہا : تم سب جانتے ہو کہ ابا جان نے بنیامین کو بھیجتے وقت قسم دلا کر عہد لیا تھا ، اب تنہا کیسے جاؤں اور کیا کہوں ، مجھ کو جانے کی ہمت نہیں ، میں اس وقت تک نہ جاؤں گا ، جب تک

کہ ابا جان کا کوئی حکم میرے پاس نہ آئے ، تم سب جاؤ اور کہو کہ بنیامین نے مصر پہنچ کر چوری کی ، بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ چرالیا ، اس کی سزا میں غلام بنالیا گیا ، ہم نے آپ سے عہد تو کیا تھا کہ ہم بنیامین کو ضرور لائیں گے ، مگر ہم کو غیب کی خبر نہ تھی ، اللہ گواہ ہے کہ ہم بے گناہ ہیں ، اگر آپ کو یقین نہ آئے تو اس بستی والوں سے پوچھ لیں یا جس قافلہ کے ساتھ ہم آئے ہیں ان سے دریافت کرلیں۔

یہ لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور پورا واقعہ بیان کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا : ''یہ سب باتیں تمہاری من گھڑت ہے ، میں اس کو نہیں مانتا کہ بنیامین نے چوری کی ، بنیامین ہرگز چوری نہیں کرسکتا ''فَصَبْرٌ جَمِيلٌ'' پس صبر بہتر ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام سمجھ گئے کہ اس میں

اللہ کی کوئی مصلحت پوشیدہ ہے۔

ضرور اللہ کی کوئی حکمت پوشیدہ ہے یا وہ میرا امتحان لے رہا ہے، یوسف کے بارے میں مجھ کو سخت صدمہ اٹھانا پڑا، اب بنیامین بھی مجھ سے جدا ہوگئے۔ یہ رنج بھی مجھ کو دیکھنا پڑا، ضرور کوئی راز ہے ورنہ متواتر دو مصیبتیں مجھ پر نہ پڑتیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے دل کو سمجھانے لگے کہ اللہ بڑا رحیم ہے، اللہ تعالیٰ ضرور مجھے دونوں بیٹوں سے ملائے گا اور میری بے چینی و بے تابی کو دور فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان کرتا ہے، ان کو طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کر کے ان کی آزمائش کرتا ہے جو ان تکلیفوں کو صبر کے ساتھ اللہ کی خوشی کے لئے برداشت کر لیتے ہیں تو پروردگار ان سے خوش اور راضی ہو کر ان پر بڑے بڑے انعام کرتا ہے اور

ان کی تکلیفوں کو دور کر کے آرام و راحت عطا فرماتا ہے۔

میرا بڑا لڑکا بھی مصر میں ہے ، شرمندگی کی وجہ سے نہیں آیا ، کیا اس کا بھی صدمہ مجھ کو برداشت کرنا ہوگا ، جیسے یوسف علیہ السلام اور بنیامین کے صدموں سے دوچار ہونا پڑا ، نہیں یہ نہیں ہوگا۔

ان باتوں سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کو بہت اطمینان ہوگیا۔

کہا : شاید اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا مجھ سے ملائے ، وہ بڑا حکمت اور قدرت والا ہر بات سے باخبر ہے ، لیکن پھر حضرت یعقوب علیہ السلام انسان تھے۔

انسان کا دل رکھتے تھے ، پتھر کا دل تو تھا نہیں ، بعض بعض وقت کہہ اٹھتے ، اے کاش یوسفؑ مل جاتے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اتنا غم تھا کہ بے تاب تھے، سب بیٹوں سے الگ ہو کر ایک تنہائی کی جگہ بیٹھ گئے، دل ہی دل میں گھٹتے تھے اور غم کھاتے تھے، اسی غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں۔

بیٹوں نے کہا: ابا جان! آپ یوسف کے غم میں گھل گھل کر جان دے دیں گے یا پھر کسی کام کے لائق نہ رہیں گے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا:

اِنَّمَا اَشْکُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ O

ترجمہ: ”میں اپنے رنج وغم کی شکایت اپنے پروردگار سے کرتا ہوں، مجھے کچھ باتوں کا علم ہے جن کو تم نہیں جانتے۔“

اے میرے بیٹو! اللہ کی رحمت سے کافر ہی مایوس ہوتے ہیں، مایوسی کفر ہے، مسلمان کو جائز نہیں کہ

اللہ کی رحمت سے ناامید ہوجائے ، بس تم مصروف ہوجاؤ ، یوسف اور بنیامین کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھو۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی پھر مصر روانہ ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ کر کہنے لگے :

"اے بادشاہ ! اس قحط نے ہم لوگوں کو پریشان کر دیا۔ ہم لوگ بڑی مصیبت میں ہیں۔

اے بادشاہ ! آپ ہماری مدد کیجئے ، ہم کو پورا پورا غلہ عنایت کیجئے ، اللہ آپ کو اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔

مدت کا چھپا ہوا راز

اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں غم اور محبت نے جوش کیا اور محبت ایسی غالب ہوئی

کہ بے اختیار ہوگئے ، اپنے دل میں کہنے لگے میرے باپ کی اولاد ، نبی کے بیٹے اور پوتے ہو کر بادشاہ سے اپنی مصیبتوں کی شکایت کریں۔

میں کب تک ان سے اس بھید کو چھپاؤں ، کہاں تک ان کو اس حالت میں دیکھوں ، کب تک والد صاحب کی ملاقات کا انتظار کروں ، کچھ حد بھی ہے۔

اب صبر کی طاقت جواب دے چکی۔

اب انتظار کی حد ہوچکی ، کب تک صبر کروں ، بس اب میں بھید کھولتا ہوں۔

یہ سوچ کر بھائیوں سے کہا : "تمہیں یاد ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کے ساتھ کیا کیا سلوک کئے ہیں ؟

بھائی سمجھتے تھے کہ اس بھید کو ہمارے اور یوسف علیہ السلام کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

بھائی سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو یہ یوسف علیہ السلام

ہی ہیں۔

دل میں کہنے لگے : اللہ اکبر ! یوسف علیہ السلام زندہ ہیں ، ہم تو سمجھتے تھے کہ کنویں میں مر گئے ہوں گے۔

کیا ہم جس کو عزیز مصر سمجھ رہے ہیں ، وہ ہمارا بھائی یوسف علیہ السلام ہیں۔

کیا یوسف علیہ السلام ہی بادشاہ ہیں۔

کیا مصر کے تمام خزانوں کے مالک یوسف علیہ السلام ہی ہیں۔

کیا یوسف علیہ السلام ہم کو کھانا کھلاتے ہیں۔

یہ جو ہم سے باتیں کر رہا ہے ، یہ ہمارا بھائی یوسف علیہ السلام ہی ہے۔

اب تو ان کے دل میں کوئی شک باقی نہ رہا۔

کہا : ''کیا تم یوسف علیہ السلام ہو؟''

حضرت یوسف علیہ السلام : ''ہاں میں یوسف

ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے مجھ پر بڑا فضل کیا اور مجھ پر کیا موقوف ، جو بھی اللہ سے ڈرتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسی ہی مدد فرماتا ہے ، اس کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔"

بھائیوں نے کہا : "یوسف علیہ السلام قسم خدا کی ہم نے بہت بڑی غلطی کی ہے ، تم کو اللہ تعالیٰ نے صبر وتحمل کا بدلہ عنایت فرمایا ، تم کو اللہ نے ہم پر فضیلت بخشی۔"

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کچھ شکایت نہیں کی کہ تم نے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا بلکہ یہ کہا کہ :

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

ترجمہ : "آج تم پر کوئی الزام نہیں ، میں نے تمہاری خطا معاف کی ، اب اللہ تعالیٰ بھی

تم کو معاف فرمائے ، وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم و کرم والا ہے۔''

بشارت

اب حضرت یوسف علیہ السلام کی خواہش یہی تھی کہ جلد سے جلد باپ سے مل جائیں ، ایک ایک منٹ پہاڑ تھا۔

کیسے خواہش نہ ہوتی ، جدائی کو ایک زمانہ ہوگیا تھا ، مدت سے باپ کو نہیں دیکھا تھا۔

جب بھید ظاہر ہوگیا تو پھر صبر کیسے کرسکتے تھے ، ان کی تو یہ خواہش ہوگی کہ اُڑ کر باپ کے پاس پہنچ جائیں ، بھوک پیاس اور نیند سب غائب ہوگئی۔

یہی حالت حضرت یعقوب علیہ السلام کی تھی ، دونوں بیٹوں کے غم میں وہ سب کچھ بھول گئے تھے۔

اب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یعقوب علیہ السلام کو

ان کے صبر و تحمل کا بدلہ دے۔ ان کے بیٹوں کے دیدار سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرے ، ان کی ملاقات سے ان کا دل خوش کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو اپنی قمیض دی اور کہا کہ اس کو لے جا کر میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو ، خدا کے حکم سے ان کی آنکھیں اس کرتے کے ڈالتے ہی روشن ہوجائیں گی پھر ان کو اور میرے تمام گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی روانگی

اے صبا رشک سے نہ جل مرنا
بچھڑے ملتے ہیں بعد مدت کے

جب خوشخبری دینے والا کرتہ لے کر چلا تو اس خوشی کا اثر حضرت یعقوب علیہ السلام پر ہونے لگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو کنعاں پہنچ گئی۔
حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوشبو کا احساس ہوا۔
بیٹوں سے کہا : مجھے یوسف علیہ السلام کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔

بیٹوں نے کہا : آپ پرانی باتیں رٹے جاتے ہیں۔

اتنے میں خوشخبری دینے والا آیا اور کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دیا۔

ڈالنا تھا کہ آنکھیں روشن ہوگئیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا : ''دیکھو میں تم سے جو کہتا تھا سچ ہوا کہ نہیں ! تم میرا مذاق اڑاتے تھے، میں کہتا تھا کہ مجھے تم سے زیادہ علم ہے۔''

بیٹوں نے کہا : ''ابا جان ! بیشک ہم سے خطا ہوئی، آپ ہماری خطاؤں کی رب العزت سے معافی مانگئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا : ”میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے بخشش کی دعا کروں گا وہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام پورے گھر والوں کے ساتھ مصر کو روانہ ہوئے۔

جب مصر کے قریب پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑھ کے والدین کا استقبال کیا اور ان کو عزت کے ساتھ لا کر تخت پر بٹھا دیا۔

پھر سب یوسف علیہ السلام کے آگے سجدے میں گر گئے ، اس لئے کہ اس وقت یہی تعظیم کا طریقہ تھا۔

اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب یاد آ گیا۔

کہا : ابا جان میں نے بچپن میں جو خواب دیکھا تھا کہ گیارہ تارے ، چاند اور سورج مجھ کو سجدہ کرتے ہیں ، آج اس کی تعبیر ظاہر ہوگئی۔

میرے پروردگار نے میرے خواب کو سچا کر دکھایا، اس نے مجھ پر بڑے بڑے احسانات کئے، مجھے قید خانے سے نجات دی، آپ کی زیارت نصیب کی، بھائیوں سے جو کشیدگی پیدا ہوگئی تھی، اس کو دور فرمایا، بیشک میرا رب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بہت تعریف کی اور بہت بہت شکر ادا کیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات

مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام زمانے تک رہے اور وہیں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی بیوی کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے سب بیٹوں کو بلا کر فرمایا:

"اے میرے بیٹو! مجھے بتلاؤ کہ میرے مرنے کے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟"

انہوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ:
"آپ کے دادا ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحٰق علیہ السلام کے معبود کی عبادت کریں گے۔"
حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: "اے میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو خالص کر دیا ہے، دیکھو اس دین سے نہ پھرنا، تمہاری زندگی اسلام ہی میں بسر ہو اور اسلام ہی کی حالت میں تم کو موت آئے۔

انجام بخیر

حضرت یوسف علیہ السلام اس بڑے ملک کی ذمہ داریوں کے باوجود بھی اللہ کی یاد سے ایک لحظہ غافل نہیں ہوئے، اور نہ اپنا طرزِ عمل بدلا۔
اللہ کو یاد کرتے تھے، اس کی عبادت کرتے تھے اور اس سے ڈرتے رہتے تھے۔

ملک میں جو حکم دیتے تھے ، اللہ کے حکم کے مطابق حکم دیتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے دل میں بادشاہت کی عزت نہ تھی ، ملک کی قدر نہ تھی ، دین کی قدر تھی، بندگی کی عزت تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اس کی تمنا نہ تھی کہ ہم بادشاہ کی موت مریں اور قیامت میں بادشاہوں کے ساتھ حشر ہو۔

وہ چاہتے تھے کہ اللہ کے غلاموں کی موت مریں اور قیامت میں نیک بندوں کے ساتھ حشر ہو۔

دعا

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی :

اَللّٰھُمَّ فَاطِرِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّ فِی

الدُّنیا وَالْاٰخِرَةِ توَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ط

ترجمہ: ”اے آسمان زمین کے پیدا کرنے والے تو دونوں جہاں میں میرا کارساز ہے، میرا خاتمہ اسلام پر کرنا، اور مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل کرنا۔

تو نے مجھ پر بڑے بڑے انعامات اور احسانات کئے، مجھے علم و حکمت اور نبوت سے سرفراز فرمایا، ملک کی بادشاہت عطا فرمائی، اب میری یہ دعا بھی قبول فرما۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، ان کا خاتمہ اسلام پر کیا، اور ان کو ان کے باپ دادا ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق علیہم السلام سے ملا دیا۔

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ط

سَلٰامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط